تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

21

www.tanzeem.org

15 تا 21 ذوالقعدہ 1441ھ/7 تا 13 جولائی 2020ء

اسلامی تحریک کے اوصاف

ایک ایسی تحریک کے اوصاف ذہن میں تازہ کرلیجیے جو ٹھیٹھ اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے کسی معاشرہ میں اُٹھی ہو۔ وہ تحریک کسی فرقہ واریت کی بنیاد پر نہ اُٹھی ہو، وہ محض رائج الوقت نظام کی کسی جزوی اصلاح کے لیے نہ اُٹھی ہو، وہ صرف کسی انتخابی عمل کے ذریعے اس نظام کو چلانے والے ہاتھوں کو بدلنے کے لیے میدان میں نہ آئی ہو، بلکہ اس جماعت کا مقصد خالص اسلامی انقلاب برپا کرنا ہو۔ یعنی معاشرہ میں علمی و عملی دونوں اعتبارات سے توحید کے نفاذ و انعقاد کی جدّ و جہد ہی اس کا مقصود و مطلوب ہو۔ پھر یہ کہ ایک معتدبہ تعداد میں لوگوں نے اسے شعوری طور پر قبول کیا ہو۔ اور وہ منظم ہو چکے ہوں اور منظم بھی اس درجہ میں کہ ''وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِیۡعُوۡا'' کی کیفیت پیدا ہوگئی ہو۔ وہ کبھی مشتعل نہ ہوئے ہوں۔ انہوں نے کبھی بھی گالی کا جواب گالی سے نہ دیا ہو۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سختیاں جھیلیں، استہزاء اور تمسخر برداشت کیا، ذہنی و جسمانی تشدد جھیلا۔ معاشرہ نے اہل ایمان کا بائیکاٹ کیا۔ شعب بنی ہاشم کی تین سالہ جاں گسل محصوری سے سابقہ پیش آیا۔ ایمان لانے والے سعید و صالح نوجوانوں کو ان کے خاندان والوں نے گھروں سے نکالا۔ ان پر معیشت کا دائرہ تنگ سے تنگ تر کیا گیا، لیکن انہوں نے ان سب کو جھیلتے اور برداشت کرتے ہوئے توحید کا علم ہاتھ میں لیے توحیدی انقلاب اور توحیدی نظام قائم کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ کسی ادنیٰ درجہ میں ہی سہی، اُس جماعت کے وابستگان میں بھی ان باتوں کی کوئی جھلک نظر آنا ضروری ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

تیسری عالمی جنگ کے امکانات

ایمان لانے کا اصل تقاضا

گریٹر اسرائیل کی تیاریاں اور......

امریکا مکافاتِ عمل کی زد میں (IV)

سوشل میڈیا۔ صحیح اور غلط استعمال؟

ختم نبوت کے تقاضے

سب پیغمبروں کو اکل حلال اور نیک کاموں کا حکم

الھدیٰ (894)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ المُؤمِنُون | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:51 تا 3

یٰۤاَیُّہَا الرُّسُلُ کُلُوۡا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعۡمَلُوۡا صَالِحًا ؕ اِنِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِیۡمٌ ﴿۵۱﴾ وَ اِنَّ ہٰذِہٖۤ اُمَّتُکُمۡ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّ اَنَا رَبُّکُمۡ فَاتَّقُوۡنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوۡۤا اَمۡرَہُمۡ بَیۡنَہُمۡ زُبُرًا ؕ کُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَیۡہِمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۵۳﴾

آیت:۵۱ ﴿یٰۤاَیُّہَا الرُّسُلُ کُلُوۡا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعۡمَلُوۡا صَالِحًا ؕ﴾ ''اے رسولو! پاکیزہ اور حلال چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔''

﴿اِنِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِیۡمٌ ﴿۵۱﴾﴾ ''جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً میں اس سے باخبر ہوں۔''

آیت:۵۲ ﴿وَ اِنَّ ہٰذِہٖۤ اُمَّتُکُمۡ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً﴾ ''اور یقیناً یہ تمہاری اُمت ایک ہی اُمت ہے''

تمام پیغمبروں کا تعلق ایک ہی امت یا جماعت سے ہے۔ بعض روایات کے مطابق انبیاء ورسل علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ ان میں سے تین سو تیرہ رسولؑ ہیں اور باقی انبیاءؑ۔ ان انبیاءؑ ورسلؑ میں سے بعض کا ذکر قرآن میں بھی آیا ہے جبکہ اکثر کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ سورۃ النساء' آیت ۱۶۴ میں اس بارے میں یوں وضاحت فرمائی گئی ہے: ﴿وَ رُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰہُمۡ عَلَیۡکَ مِنۡ قَبۡلُ وَ رُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡہُمۡ عَلَیۡکَ ؕ﴾ ''اور (بھیجے) وہ رسولؑ جن کا ہم اس سے پہلے آپؐ کے سامنے تذکرہ کر چکے ہیں' اور ایسے رسول بھی جن کے حالات ہم نے آپؐ کے سامنے بیان نہیں کیے۔''

﴿وَّ اَنَا رَبُّکُمۡ فَاتَّقُوۡنِ ﴿۵۲﴾﴾ ''اور میں تمہارا رب ہوں' بس تم میرا ہی تقویٰ اختیار کرو!''

آیت:۵۳ ﴿فَتَقَطَّعُوۡۤا اَمۡرَہُمۡ بَیۡنَہُمۡ زُبُرًا ؕ﴾ ''لیکن لوگوں نے اپنے معاملے کو اپنے مابین تقسیم کرلیا ٹکڑے کر کے۔''

اَمر سے یہاں مراد ''دین'' ہے۔ یعنی انہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا' اور وہ یہودیت' عیسائیت وغیرہ ناموں پر مختلف گروہوں میں بٹ گئے۔

﴿کُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَیۡہِمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۵۳﴾﴾ ''ہر گروہ کے لوگ جو کچھ ان کے پاس ہے اس پر اترا رہے ہیں۔''

فرمان نبویؐ

تین باتوں کی نصیحت

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: فَقُلْتُ مَا النَّجَاۃُ؟ فَقَالَ:((اَمْلِكْ عَلَیْكَ لِسَانَكَ وَلْیَسَعْكَ بَیْتُكَ وَابْكِ عَلٰی خَطِیْئَتِكَ))

(رواہ احمد والترمذی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اور عرض کیا' کہ حضرت (مجھے بتادیجیے کہ) نجات حاصل کرنے کا گر کیا ہے؟ (اور نجات حاصل کرنے کے لیے مجھے کیا کیا کام کرنے چاہئیں؟) آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اپنی زبان پر قابو رکھو (وہ بے جا نہ چلے) اور چاہیے کہ تمہارے گھر میں تمہارے لیے گنجائش ہو' اور اپنے گناہوں پر اللہ کے حضور میں رویا کرو۔''

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبہ بن عامر کے سوال پر نجات حاصل کرنے کا گر بتایا اور تین باتوں کی نصیحت کی اول زبان پر قابو رکھو۔ زبان کا غیر محتاط استعمال انسان کو ذلیل و خوار کر دیتا ہے جبکہ حسن کلام کی تاثیر سے دشمن کو دوست بنایا جا سکتا ہے۔ جس نے اپنی زبان پر قابو پالیا' اُس نے بہت بڑا کام کیا۔ دوم یہ کہ بندہ فارغ وقت ادھر ادھر گھومنے کی بجائے اپنے گھر میں گزارے تاکہ اپنے بیوی بچوں میں رہ کر گھر کے کام کاج کرے یا عبادت کرے۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ سے عاجزی' انکساری کے ساتھ رو رو کر اپنے گناہوں کی بخشش مانگے۔ جس کی خطائیں بخش دی گئیں وہ کامیاب ہوا۔ یہ کام نجات دلانے والے ہیں۔

ادار یہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسری عالمی جنگ کے امکانات

امریکہ کے بحری بیڑے جنوب مشرقی ایشیا میں چین کے پانیوں کی طرف بڑھنا شروع ہو چکے ہیں۔ امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو کا یہ بیان بھی سامنے آ گیا ہے کہ ہم جرمنی سمیت یورپی ممالک سے اپنی افواج کو کم کر کے جنوب مشرقی ایشیا کی طرف لا رہے ہیں تاکہ چین کے خلاف اپنے اتحادیوں کی مدد کر سکیں۔ اس حوالے سے امریکی محکمہ دفاع پینٹاگون کے ترجمان نے تصدیق کی ہے کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے جرمنی سے ساڑھے 9 ہزار امریکی فوج کے انخلا کے منصوبے پر دستخط کر دیے ہیں۔

یاد رہے کہ اس وقت بھارت اور چین کے درمیان سرحدی تنازعات اپنے عروج پر ہیں۔ خاص طور پر لداخ میں چین نے بھارت کے کافی بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا ہے اور یہ وہ علاقہ ہے جہاں سے بھارت پاکستانی علاقے گلگت میں مداخلت کر کے چین کے سی پیک اور بی آر آئی منصوبوں پر اثر انداز ہو سکتا تھا۔ بظاہر امریکہ کی یہ نقل و حرکت اسی وجہ سے ہے۔ اِس لیے کہ یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ امریکہ کو چین کی بڑھتی ہوئی اقتصادی طاقت سے خطرہ ہے اور اس خطرے کو چین کے بی آر آئی اور سی پیک منصوبوں نے اور بھی زیادہ بڑھا دیا ہے۔ امریکہ سمجھتا ہے کہ اگر چائنہ اپنے ان اقتصادی منصوبوں کی تکمیل میں کامیاب ہو گیا تو امریکہ کا اپنے منصوبے کے مطابق آئندہ صدی میں سپر پاور کی حیثیت سے داخل ہونا کافی مشکل ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں چین اقتصادی قوت ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑی عسکری طاقت بھی بن جائے گا اور ان منصوبوں کے ذریعے جنوبی ایشیاء و جنوب مشرقی ایشیاء کے علاوہ افریقہ اور یورپ تک چین کا اثر رسوخ پھیل جائے گا جہاں امریکہ کے اقتصادی اور عسکری مفادات کو شدید ضرب پہنچے گی اور اس طرح اس کی عالمی شہنشاہیت ختم ہو جائے گی۔

ہماری نظر میں امریکہ کی یہ نقل و حرکت بظاہر اپنی عالمی شہنشاہیت کو بچانے کے لیے ہی ہے لیکن اصل معاملہ کچھ اور بھی ہے اور وہ ایسا معاملہ ہے جس کو موجودہ دور میں کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ وہ معاملہ ہے ایک تیسری عالمی قوت کا جو خود سپریم پاور آن ارتھ بننے کے علاوہ اپنے لیے ایک عالمی حکومت کا خواب بھی رکھتی ہے اور وہ اسرائیل ہے جو کہ خاص طور پر نائن الیون کے بعد توقع سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ گریٹر اسرائیل منصوبے کی تکمیل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اگر نائن الیون کے بعد کی دنیا میں ہونے والے واقعات کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو یہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی کہ اس کے بعد دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس کا فائدہ بلواسطہ یا بلاواسطہ اسرائیل کو ہی پہنچ رہا ہے۔ نائن الیون کے بعد دہشت گردی کا ہوا کھڑا کر کے جن مسلمان ممالک کو تباہ کیا گیا یا جن مسلم ممالک میں مختلف تحریکوں کو جنم دیا گیا ان کے تباہ و برباد ہونے سے اسرائیل کو تقویت ملی اور وہ پہلے سے زیادہ کھل کر اپنے منصوبوں پر عمل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ خاص طور پر جب سے امریکہ میں ٹرمپ رجیم کا آغاز ہوا ہے اس کے بعد اسرائیل نے تمام

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
15 تا 21 ذوالقعدہ 1441ھ جلد 29
7 تا 13 جولائی 2020ء شمارہ 21
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا------------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

عالمی قوانین وضوابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جیوش نیشن لاء بھی پاس کرلیا جس کے مطابق اسرائیل میں صرف یہودیوں کو ہی اصل شہری مانا جائے گا جبکہ دیگر تمام انسان وہاں درجہ دوئم میں شمار ہوں گے۔ اسی طرح اس نے مکمل یروشلم کو بھی اسرائیلی دارالحکومت بنانے کی تیاریاں مکمل کر لیں۔ امریکی سفارتخانہ بھی یروشلم منتقل کرلیا گیا ہے۔ ڈیل آف دی سنچری کے تحت اسرائیل کا قبضہ یروشلم سمیت پورے فلسطین پر تسلیم کرلیا جائے گا۔ اب انہوں نے یہودی علماء پر مشتمل ایک کونسل بھی قائم کردی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تھرڈ ٹمپل کی تعمیر کی طرف بھی بڑھ رہے ہیں۔ گویا اسرائیل اب ڈھکے چھپے نہیں بلکہ کھل کر اپنے گریٹر اسرائیل کے منصوبے کی تکمیل کی طرف بڑھ رہا ہے اور اس کا سرعام اعلان بھی کررہا ہے۔ اس کی پارلیمنٹ کے باہر لکھا ہوا ہے کہ

''تیری سرحدیں نیل سے فرات تک ہیں''

دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے کہ جو سرکاری سطح پر یہ اناؤنس کرے۔ اس کے عزائم صرف نیل سے فرات تک کے نہیں بلکہ بعض مبصرین کے مطابق اس کے بعد اگلے قدم کے طور پر اینٹی کرائسٹ کی حکومت کا قیام ہے جو ون ورلڈ ایجنڈا ہے جسے ایجنڈا 2030ء کا نام بھی دیا گیا ہے۔ یعنی ایک عالمی حکومت کا قیام، جو صہیونیوں کے کنٹرول میں ہو۔ لیکن اس وقت ایک عام آدمی بھی یہ سمجھتا ہے کہ امریکہ سپر پاور ہے اور اس کے مدمقابل چین ہے جبکہ اسرائیل کی حیثیت ان سے زیادہ نہیں ہے۔ لہٰذا اسرائیل کا گریٹر اسرائیل کا خواب اسی وقت پورا ہوسکتا ہے جب دنیا کی یہ دو بڑی طاقتیں یعنی چین اور امریکہ کمزور ہوں۔ لہٰذا دوسری عالمی جنگ کے بعد طاقت کا عالمی مرکز جس طرح لندن سے واشنگٹن شفٹ ہوا تھا اسی طرح تیسری عالمی جنگ کے بعد طاقت کا یہ مرکز واشنگٹن سے یروشلم منتقل کرنے کی کوشش ہے۔ یہ کیسے ممکن ہوگا؟ یہ سمجھنے کے لیے اسرائیل کی سابقہ مختصر تاریخ کا جائزہ ہی کافی ہوگا۔

ہم دیکھتے ہیں اسرائیلی ریاست کا تصور سب سے پہلے بالفور ڈیکلریشن میں سامنے آیا جس میں تسلیم کیا گیا کہ یہودیوں کو فلسطین میں ایک یہودی ریاست قائم کرنے کی اجازت دے دی جائے گی۔ لیکن جب ہم بالفور ڈیکلریشن کے پس منظر کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں واضح طور پر معلوم ہوتا جاتا ہے کہ پہلی جنگ عظیم کی وجہ سے برطانیہ سمیت یورپی طاقتیں یہودیوں کی اس قدر مقروض ہو چکی تھیں کہ انہیں یہودی ریاست کا مطالبہ ماننا پڑا۔ لیکن اس کے باوجود بھی عیسائی دنیا اتنی کمزور نہیں ہوئی تھی کہ وہ خوش دلی سے یروشلم کی سرزمین جسے اتنی بڑی جنگ کے بعد انہوں نے حاصل کیا تھا وہ یہودیوں کے حوالے کردیتی کیونکہ یروشلم عیسائیوں کے لیے بھی اتنا ہی مقدس ہے جتنا یہودیوں اور مسلمانوں کے لیے ہے۔ لیکن دوسری عالمی جنگ کے بعد عیسائی دنیا اسرائیل کے قیام پر مجبور ہوگئی۔ اس لیے کہ اپنی معاشی بقاء کی خاطر عیسائی دنیا یہودیوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور ہوگئی تھی۔ چونکہ دنیا کی معیشت یہود کے کنٹرول میں آ چکی تھی اس لیے اپنے قیام کے بعد اسرائیل اس وقت کے طاقتور عرب ممالک کے بیچوں بیچ پلتا، بڑھتا، پھلتا پھولتا رہا کیونکہ عیسائی دنیا ہر طرح سے اس کی مدد پر مجبور رہی۔ اب اسرائیل کو سپر پاور کی حیثیت سے عالمی طاقت بننے کے لیے ایک تیسری عالمی جنگ کی ضرورت ہے۔

مرحوم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بارہا دلائل سے بیان کیا ہے کہ تیسری عالمی جنگ کا نقطہ آغاز جنوبی ایشیاء ہوگا اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ حالات گاہے بگاہے اسی جانب بڑھ رہے ہیں۔ حالیہ دنوں میں ہی بھارت اور آسٹریلیا کے درمیان ایک عسکری معاہدہ ہوا ہے جس میں طے پایا ہے کہ آسٹریلیا اور بھارت ایک دوسرے کے اڈے استعمال کریں گے۔ یہ بات دنیا جانتی ہے کہ آسٹریلیا امریکہ کا اتحادی ہے اور امریکہ خود بھی اپنی افواج اور بحری بیڑوں کے ساتھ جنوبی چین کے پانیوں میں پہنچ رہا ہے۔ بظاہر یہ نقل وحرکت بھارت چین تنازع کی وجہ سے ہورہی ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا امریکہ صرف بھارت کی مدد کرنے کے لیے آرہا ہے؟ اور کیا بھارت امریکہ کی اس مدد سے چین کو اپنے اہداف ومقاصد سے پیچھے ہٹا پائے گا؟ ہرگز نہیں! امریکہ کے لیے چائنہ گھیراؤ پالیسی اور چائنہ کے لیے اس کے اقتصادی منصوبے زندگی اور موت کا سوال ہیں کیونکہ ان دونوں میں سے کسی کا بھی اپنے اہداف ومقاصد سے پیچھے ہٹنا موت قبول کرنے کے مترادف ہوگا لہٰذا وہ اپنے اہداف کے حصول لیے کسی بھی حد تک جائیں گے۔ جبکہ تیسری طرف پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے حقیقی فاتح یعنی یہود کے اہداف ومقاصد کی تکمیل ان دونوں کے راستے سے ہٹے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا محسوس ہوتا ہے کہ تیسری عالمی جنگ کے لیے بساط بچھائی جاچکی ہے اور دنیا کے کئی ممالک کے حکمران اسی طرح مہروں کا کردار ادا کررہے ہیں جس طرح پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں مختلف ممالک کے حکمران پس پردہ قوتوں کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن کر جنگ میں جھونک دیے گئے تھے۔ اس وقت بھی وہی صورتحال ہے۔

مودی سرکار کی ہی مثال لے لیجیے۔ بھارتی حکومت اگر چین کے اقتصادی منصوبوں میں رکاوٹ ڈالنے کی بجائے ان سے استفادہ کی پالیسی اختیار کرتی تو بھارت چین کے بعد ایشیاء کی سب سے بڑی اقتصادی طاقت بن سکتا تھا لیکن جیسا کہ ہم نے کہا عالمی مہروں کے لیے شطرنج کی بساط بچھائی جاچکی ہے۔ واپسی کا کوئی راستہ بظاہر دکھائی نہیں دیتا۔ امریکہ سمیت دنیا کے کئی ممالک میں اسرائیل کی من پسند رجیم موجود ہے اور بعض ممالک اپنی معاشی مجبوریوں کی وجہ سے اسرائیل کی فرمانبرداری پر مجبور ہیں۔ کرونا وباء نے ان مجبوریوں کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ ان حالات میں معمولی سا کوئی ایک واقعہ بھی تیسری عالمی جنگ کے شعلے بھڑکا سکتا ہے اور پھر دنیا بھر میں شطرنج کے عالمی کھلاڑیوں کے مہرے اس جنگ میں کود پڑیں گے۔ ہونا تو وہی ہے جو اللہ کو منظور ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ بالآخر دنیا میں قرآن کے نظام عدل کی حکمرانی قائم ہونی ہے۔ پوری دنیا پر اسلام کا پرچم لہرائے گا۔ لیکن اس ساری صورتحال میں ہمارے لیے آزمائش یہی ہے کہ ہم اس نظام کے لیے کیا کردار ادا کررہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بطور خاص مسلم اُمت کو دنیا پر غالب کرنے کے لیے تفویض کیا تھا تاکہ دنیا میں عدل کا بول بالا ہو۔

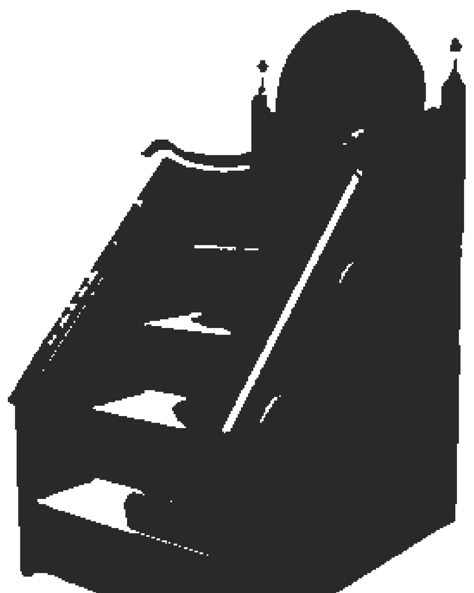

ایمان لانے کا اصل تقاضا

(سورۃ الحجرات کی ابتدائی آیات کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ناظم شعبہ تحقیق اسلامی محترم حافظ عاطف وحید کے 26 جون 2020ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

پچھلے جمعہ ڈاکٹر عارف رشید صاحب نے سورۃ الحجرات کی آیات کا مطالعہ شروع کیا تھا۔ میں اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے ان آیات کا مزید مطالعہ کروں گا۔ یہ سورہ مبارکہ اس دور میں نازل ہوئی ہے جب کیفیت قرآن مجید کے الفاظ میں یہ ہوگئی تھی:

﴿اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ① وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِيۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ②﴾ ''جب آ جائے مدد اللہ کی اور فتح نصیب ہو۔ اور آپ دیکھ لیں لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے اللہ کے دین میں فوج در فوج۔'' (سورۃ النصر)

جب مکہ فتح ہو گیا تھا اور اسلام ایک غالب قوت کی حیثیت سے اُبھرنے لگا تو آس پاس کے بدوی قبائل کے لوگ تیزی سے مدینہ آ کر مشرف با اسلام ہونے لگے لیکن اس دور کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی کثرت کی وجہ سے ماحول میں کچھ خرابی پیدا ہو گئی تھی۔ چونکہ بہت سارے لوگ بغیر لڑے بھڑے اسلام میں داخل ہو چکے تھے لہٰذا انہیں اپنے اس اسلام میں داخل ہونے کا کچھ اضافی غرہ تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے اسلام پر، اللہ پر اور محمد رسول اللہ ﷺ پر کوئی احسان کیا ہے کہ ہم دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور یہ ان کے اندر کا زعم ان کی باڈی لینگونج سے بھی ظاہر ہو رہا تھا۔ جب وہ آتے تھے تو ان کی کوشش ہوتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی رائے اور مشورہ پہلے پیش کر دیں کہ ہم بڑے سمجھدار لوگ ہیں، ہمارے پاس دنیا کی اونچ نیچ کو سمجھنے کے کچھ اضافی مواقع ہیں۔ ہماری بات بڑی اہمیت کی ہے، لہٰذا ہماری بات مانی جائے۔ ان قبائل کے مختلف قبائل کے ساتھ پرانے قضیے بھی چل رہے تھے۔ لہٰذا اپنے مخالف قبائل کے خلاف یہ پروپیگنڈا بھی کرتے تھے تاکہ حضور ﷺ کے سامنے اپنے قبیلے کی برتری ثابت کر سکیں اور مخالف قبائل کو نیچا دکھا سکیں۔ ایسا کر کے شاید وہ سمجھتے تھے کہ وہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ یہ وہ حالات ہیں جن میں سورۃ الحجرات کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ ان میں رسول اللہ ﷺ کے مقام، مرتبہ اور آپ ﷺ کے ادب اور احترام کے حوالے سے

مرتب: ابو ابراھیم

مسلمانوں کو ڈر سنایا جا رہا ہے کہ بارگاہ رسالت میں ذرا سی بے ادبی بھی تمہاری دنیا اور آخرت برباد کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ان آیات میں کچھ اہم معاشرتی امور کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ تمہارا جو معاشرتی استحکام اور شیرازہ بندی ہے اس کے لیے کون سے عوامل ناگزیر ہیں اور کون سی چیزیں ضروری ہیں۔ یہ آیات جہاں مسلمانوں کی معاشرتی اصلاح کے حوالے سے بہت اہم ہیں وہاں ان میں یہ بھی باور کرایا گیا ہے کہ مسلمانوں کا آپس میں تعلق حضور ﷺ کی نسبت سے ہونا چاہیے۔

چنانچہ پہلی آیت میں فرمایا گیا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ①﴾ ''اے اہل ایمان مت آگے بڑھو اللہ اور اُس کے رسول سے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔''

یعنی اپنی رائے کو، اپنے مشورے کو مقدم مت سمجھو۔ یہاں ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ کی صورت میں خطاب تو تمام اہل ایمان سے ہے لیکن مراد اصلاً وہ طبقہ ہے جو ابھی تازہ تازہ مسلمان ہوئے تھے۔ جو سمجھتے تھے کہ اسلام لا کر ہم نے کوئی احسان کیا ہے۔ اصلاً یہاں ان سے خطاب کیا جا رہا ہے۔ ان کے اندر منافقت کی بیماری پیدا نہیں ہوئی کہ انہیں منافق قرار دے دیا جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ مرکز اسلام سے دور رہے اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور آپ ﷺ کی تربیت سے مستفید نہیں ہو سکے۔ اس لیے ان کے اندر اس قسم کے زعم پیدا ہو گئے۔ لہٰذا اس آیت میں ان کی تربیت کی جا رہی ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات آ جائے تو اپنی رائے کو چھوڑ دو اور ان کے حکم کو مقدم جانو۔ اللہ کے رسول ﷺ اگر کسی معاملے میں تم سے مشورہ مانگیں تو تم پیش کرو لیکن آگے بڑھ کر اپنی بات کرنا اور اسے پھر منوانے کے لیے دلائل بھی دینا بارگاہ رسالت کے آداب کے خلاف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ نے جو اصول، قوانین اور ضابطے مقرر کر دیے ہیں، ان سے آگے مت بڑھو، ان حدود کو پامال مت کرو، انہیں توڑنے کی کوشش مت کرنا، تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ تم کہاں کھڑے ہو، یہ کون سا مقام ہے۔ رسول کون ہیں؟ یہ اللہ کے مستند نمائندے ہیں، ایسے ہی جیسے کہ کوئی سفیر ہوتا ہے، اس کی ایک اتھارٹی ہوتی ہے۔ ان کی اتھارٹی کو تسلیم کرو اور اگر

انہوں نے جو کچھ بھی حکم دیا ہے اور جو کچھ بھی کرنے کو کہا ہے اسے صرف ان کا حکم مت سمجھنا بلکہ جو رسول ﷺ نے حکم دیا ہے وہی حکم اصلاً اللہ کا ہے۔

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ﴾ ''اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔''

یہاں خاص طور پر تنبیہہ کا اسلوب ہے۔ یعنی یہ جو کچھ تم سے سرزد ہو رہا ہے، اپنی ذات کو مقدم سمجھ لینا، اپنے مشورے پر عمل کرنے کو زیادہ اہم سمجھ لینا' یہ اس لیے ہو رہا ہے کہ تم ابھی تک تقویٰ کی لذت سے محروم ہو۔ تقویٰ کا معاملہ دل کا ہے۔ یہ تب پیدا ہوتا ہے جب واقعتاً انسان کو یقین کامل ہو کہ مجھے ایمان کی جو توفیق ملی ہے' اس میں میرا اپنا کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہوا اور جو مجھے رسول ﷺ کی قدموں میں پہنچا دیا گیا ہے اس میں بھی میرا اپنا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان اور فضل ہے کہ اس نے مجھے اس کی توفیق بخشی ہے۔ اس آیت میں یہی تربیت دی جارہی ہے کہ تقویٰ کے یہ احساسات ہر وقت تمہارے دل و دماغ میں موجود رہنے چاہئیں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ①﴾ ''یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا' سب کچھ جاننے والا ہے۔''

تم نے اگر کوئی بات آگے بڑھ کر کہنے کی کوشش کی ہے، کوئی رائے بہت زیادہ emphasis کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے تو یہ نہ سمجھنا کہ اللہ نے سنا نہیں ہے بلکہ اللہ تمہاری ہر ہر بات کو سن رہا ہے اور تمہارے اندر کے ارادوں اور نیتوں کو بھی جاننے والا ہے کہ تم کس نیت اور ارادے سے یہ بات کہہ رہے ہو، کیا تم واقعتاً اسلام سے متاثر ہو کر اسلام میں آئے ہو یا پھر مجبور ہو کر آئے ہو۔

اس میں ہم سب کے لیے بھی ایک تنبیہہ ہے۔ ہمیں بھی سوچنا چاہیے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان گھرانے میں پیدا کیا۔ الحمدللہ! یہ اس کا فضل اور کرم ہے۔ ہمیں بچپن سے ہی دین کی باتیں اللہ نے سکھا دیں، یہ اس کا فضل ہے۔ اگر ہمیں چوائس دی جاتی تو کیا ہم اس طرح مسلمان ہوتے جس طرح واقعتاً اسلام سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ ہوا کا رخ ایک اور شے ہوتی ہے لیکن واقعتاً دل کے اطمینان کے ساتھ اور قوت انشراح کے ساتھ اسلام میں داخل ہونا اور پھر اس پر قائم رہنا اور شے ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ ''اے اہل ایمان! اپنی آواز کبھی بلند نہ کرنا نبی (ﷺ) کی آواز پر'' (الحجرات:2)

یہاں اسی پہلے حکم کا ایک اور پہلو سے احاطہ کیا گیا ہے۔ جب اندر یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ہم نے کوئی بڑائی کا کام کیا ہے، ہم نے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہے تو پھر لہجے اور رویہ میں فرق آجاتا ہے۔ مجلس میں بیٹھے ہیں تو عام آدمی ادب سے بات کر رہا ہے لیکن جس کے اندر یہ زعم ہوگا تو وہ اپنی بات کو ذرا اونچی آواز میں کہنا چاہے گا۔ اسی طرح ان لوگوں کو بھی زعم تھا کہ ہم خود اسلام میں داخل ہو گئے ہیں، لہٰذا ہماری بات کو زیادہ اہمیت دی جانی چاہیے۔ لہٰذا اس زعم کا اثر اسی طرح ان کے لہجے اور آواز پر بھی آ گیا تھا کہ بجائے متانت، عاجزی اور فروتنی کے اظہار کے آوازیں بلند ہو گئی تھیں۔

لہٰذا یہاں ان کی اسی پہلو سے تربیت کی جارہی ہے کہ یہ کوئی عام مجلس نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ ہے یہاں کے آداب کچھ اور ہیں کہ تمہاری آواز بھی ان کے سامنے بلند نہیں ہونی چاہیے۔

﴿وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ ''اور نہ انہیں اس طرح آواز دے کر پکارنا جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکارتے ہو'' (الحجرات:2)

ایک دوسرے سے بات کرتے ہوئے انسان کا لہجہ اونچا نیچا ہو جاتا ہے لیکن یہاں معاملہ مختلف ہے، کیونکہ یہ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ یہاں تمہاری آواز

پریس ریلیز 3 جولائی 2020ء

مندر کی تعمیر میں حکومتی وسائل کا ہرگز استعمال نہیں ہونا چاہیے

حافظ عاکف سعید

مندر کی تعمیر میں حکومتی وسائل کا ہرگز استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ گزشتہ دور حکومت میں جب ہندوؤں کو اسلام آباد میں چار کنال کا ایک قیمتی پلاٹ مندر کی تعمیر کے لیے الاٹ کیا گیا تھا اُس وقت ہم سب سے یہ چُوک ہوئی تھی کہ اُس حکومتی فیصلے کا ڈٹ کر مقابلہ نہ کیا گیا جس کا فریق ثانی نے فائدہ اُٹھایا اور اُس حکومتی اقدام کی عدالت سے بھی قانونی تائید حاصل کر لی۔ اُنھوں نے اخبارات میں شائع ہونے والی اِس خبر پر تشویش کا اظہار کیا کہ مندر کی تعمیر کے لیے حکومت فنڈز مہیا کر رہی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ عوامی دباؤ کے ذریعے موجودہ حکومت کو ہرگز یہ اجازت نہ دی جائے کہ وہ عوامی خزانے سے ایک بت کدہ کی تعمیر کے لیے معمولی سی رقم بھی وقف کرے۔ اُنھوں نے کہا کہ حکومت اگر مندر کے لیے فنڈز مہیا کرتی ہے تو اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ سب کچھ حکومتی سرپرستی میں ہو رہا ہے۔

اُنھوں نے سوشل میڈیا پر وائرل ہونے والی تصویر جس میں مقبوضہ کشمیر کی ایک سڑک پر 3 سالہ بچہ اپنے نانا کی لاش پر بیٹھا رو رہا ہے، پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ درحقیقت یہ بچہ انسانیت کی موت پر ماتم کناں ہے۔ اقوام متحدہ سمیت تمام انسانی حقوق کی تنظیمیں ''مہذب یورپ'' اور آزادی و مساوات کا علمبردار امریکہ سب پر مکمل اور پُراسرار خاموشی طاری ہے۔ شاید یہ خاموشی اِس لیے ہے کہ قاتل غیر مسلم اور مقتول مسلمان ہے۔ بصورت دیگر دنیا میں تہلکہ مچ جاتا۔ اُنھوں نے کہا کہ اِس ذلت و خواری اور مسلم خون کی ارزانی کی وجہ خود مسلمان بھی ہیں۔ اگر امت مسلمہ غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتی تو اِس تصویر کو بنیاد بنا کر ہی بھارت کے ساتھ تمام سفارتی اور تجارتی تعلقات منقطع کر دیتی۔ اُنھوں نے کہا کہ مسلمان جب تک حقیقی مومن نہیں بنتے اور اسلام کو بحیثیت نظام نافذ نہیں کرتے، دنیا اُن کے ساتھ ایسا سلوک کرتی رہے گی۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

میں، انداز میں ایسی بلندی نہیں ہونی چاہیے ورنہ:

﴿اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ②﴾

''مبادا تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔'' (الحجرات:2)

یعنی ایسا نہ ہو کہ تم نے اسلام کے لیے جو تگ و دو کی ہے وہ صفر سے ضرب کھا جائے۔ تم تو سمجھ رہے ہو گے کہ ہم نے تو دین کی بڑی خدمت کی ہے، ہم نے دین کے لیے اپنی رائے پیش کی ہے، لیکن اس کے باوجود اگر تم نے اپنے مقام کو اور رسول ﷺ کے مقام کو نہ پہچانا تو تمہارے یہ سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کا معاملہ یہ تھا کہ آپ ﷺ صحابہؓ سے مشورہ لیتے تھے۔ بلکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بہت زیادہ مشورے لیتے تھے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے پاس علم نہیں تھا اور (معاذ اللہ) صحابہؓ ان کو علم دے رہے تھے، پھر تو یہ مطلب ہوگا کہ تم اللہ کو علم دے رہے ہو کیونکہ آپ ﷺ کو اللہ سے براہ راست علم ملتا ہے۔ بلکہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے اور اللہ کے حکم سے ہی رسول ﷺ کا ہر امر انجام پاتا ہے۔ لہٰذا صحیح طرز عمل کیا ہونا چاہیے اگلی آیت میں فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ﴾

''بے شک وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اللہ کے رسولؐ کے سامنے، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے جانچ پرکھ کر چن لیا ہے تقویٰ کے لیے۔'' (الحجرات:3)

جس تقویٰ کا حکم پہلی آیت میں دیا گیا ہے اس کی افزائش کے لیے جو شرائط ہیں وہی یہاں بیان ہوئی ہیں کہ جو لوگ اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کے سامنے پست رکھتے ہیں، اپنی رائے کو ان کی رائے پر مقدم نہیں سمجھتے، بلکہ ان کی رائے کو اہمیت دیتے ہیں، وہ آگے بڑھ بڑھ کر مشورے نہیں دیتے بلکہ ادب کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور اس کا انتظار کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کیا فیصلہ کریں گے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ نے تقویٰ کی افزائش کے لیے پسند کر لیے ہیں۔ دل تو بہت سے ہیں لیکن جس دل میں اللہ کی عظمت نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کی محبت نہیں ہے وہ دل تقویٰ کی افزائش سے خالی ہے، اس کے اندر صلاحیت ہی نہیں ہے کہ تقویٰ جیسی شے پیدا کر سکے۔

﴿لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③﴾ ''ان کے لیے مغفرت بھی ہے اور بہت بڑا اجر بھی۔''

اگر تم آخرت میں کامیابی چاہتے ہو، اور اللہ کے حضور مغفرت چاہتے ہو تو بہت آسان طریقہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ادب و احترام کرو۔ آج کے دور میں یہ تقاضا کیسے پورا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اللہ کی کتاب اللہ کی نمائندہ ہے اور سنت رسول ﷺ اللہ کے رسول ﷺ کی نمائندہ ہے لہٰذا ان دو چیزوں کے لیے تمہارے دلوں کے اندر نرمی اور گداز ہونا چاہیے کہ جب یہ دو چیزیں سامنے آجائیں تو ان کے مقابلے میں اپنی رائے، اپنی مرضی اور اپنی فکر و نظریے کو یکسر بھول جاؤ اور آگے بڑھ کر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو تھام لو۔ یعنی ہر معاملے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کے سامنے سر تسلیم خم کر لو اور زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کے دین کو قائم و نافذ کرو۔ یہی ایمان لانے کا اصل تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی انداز میں اتباع رسول ﷺ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جدید تعلیم یافتہ حضرات و خواتین کے لیے دینی علوم کے حصول کا نادر موقع

جاری کردہ: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

رجوع الی القرآن کورس

(دورانیہ ۹ ماہ)

عرصہ 38 سال سے باقاعدگی سے جاری تعلیمی سلسلہ

مضامینِ تدریس

پارٹ ۱ (سالِ اوّل) برائے مرد و خواتین

- تجوید و ناظرہ
- عربی گرامر (صرف و نحو)
- ترجمہ قرآن (مع تفسیری و لغوی توضیحات)
- دورہ ترجمہ قرآن
- قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی
- سیرت و شمائل النبی ﷺ
- مطالعہ حدیث و اصطلاحاتِ حدیث
- فکرِ اقبال
- فقہ العبادات
- معاشیاتِ اسلام
- اضافی محاضرات

پارٹ ۲ (سالِ دوم) برائے مرد حضرات

- عربی زبان و ادب
- اصولِ تفسیر
- تفسیر القرآن
- اصولِ حدیث
- درسِ حدیث
- اصول الفقہ
- فقہ المعاملات
- عقیدہ (طحاویہ)
- اضافی محاضرات

آغاز 10 اگست 2020 (ان شاء اللہ)

ایام تدریس پیر تا جمعہ

نوٹ: بیرون لاہور رہائشی حضرات کے لیے ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے۔ لہٰذا خواہشمند حضرات 8 اگست تک اپنی رجسٹریشن کروا لیں۔

اوقات تدریس: صبح 8 بجے تا 12:30

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی خدمات قرآنی کا مرکز —— قرآن اکیڈمی

36-K ماڈل ٹاؤن لاہور

email:irts@tanzeem.org

www.tanzeem.org

زیر انتظام مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور (رجسٹرڈ)

مزید تفصیلات کے لئے www.tanzeem.org

03161466611 - 04235869501-3

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

9 پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

اے مشرق کے لوگو! اب کیا کرنا چاہیے؟

23

زندگانی ہر زماں در کش مکش
عبرت آموز است احوالِ حبش

ترجمہ انسانی زندگی (آزمائش ہے اس لیے) ہر لحہ خیر وشر کی کشمکش میں اُلجھی رہتی ہے (یہ جنگ انسان کے باطن میں بھی ہے) اور خارج میں بھی جیسے افریقی ممالک حبشہ وغیرہ کے حالات سے ظاہر ہیں

تشریح اے مسلمانو! یہ حقیقت ہے کہ انسانی زندگی امتحان اور آزمائشوں سے عبارت ہے اور ہر وقت، ہر جگہ اور ہر زمانے میں یہ جنگ جاری ہے (اور یہ جنگ اب کل روئے ارضی پر پھیل چکی ہے۔ مشرق و مغرب کے میدانوں، جنگلوں، صحراؤں، محلات، کوٹھیوں، مارکیٹوں، مکانوں، بیڈ رومز اور باتھ رومز سے قمار خانوں، قحبہ خانوں، نائٹ کلبوں اور ٹی ہاؤسز حتیٰ کہ سکولوں، کالجوں یونیورسٹیوں میں یہ کشمکش پھیل چکی ہے آج میڈیا اور تصویری وفلمی (انٹرنیٹ) بے حیائی نے انسانی YOUTH سمیت عورتوں مردوں سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے یہ اخلاقی جنگ صیہونی و ابلیسی قوتیں جیت رہی ہیں اور اخلاق وکردار کا حامل مشرق BACKFOOT پر ہے)۔ اے مسلمانو! عبرت پکڑو ایسا نہ ہو کہ پہلی جنگ عظیم کی تباہیوں کے بعد مغرب جیتا (اس کے بعد بھی افریقہ میں مسلمانوں کو مارا جارہا ہے) اس جنگ میں بھی مغرب (ابلیس) جیت جائے۔

24

شرعِ یورپ بے نزاعِ قیل و قال
برّہ را کرد است بر گرگاں حلال

ترجمہ یورپ (مغربی ترقی یافتہ اقوام) نے بغیر کسی دلیل کے (کسی نادیدہ دباؤ میں) بکری کے بچہ (کمزور اور غیر ترقی یافتہ اقوام) کو بھیڑیوں (عالمی سود خور طبقہ) کے لیے حلال کر دیا ہے (کہ جس طرح چاہیں ان کو لوٹیں اور ان کے وسائل پر قبضہ کرلیں)

تشریح مغربی اقوام بالخصوص یورپ کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ نامعلوم کس معیار پر کرتے ہیں۔ کوئی غیر تحریری یا خفیہ دستاویز ہوگی جس کی بنیاد پر وہ کئی IRRATIONAL فیصلے کرتے ہیں اور اس پر ڈٹ جاتے ہیں۔ مثلاً سود کو حلال کرلینا، ریاست اور مذہب کو جدا کردینا، امریکہ کے کرنسی نوٹ (ایک ڈالر) پر اہرام مصر کی تصویر چھاپ کر اس پر ایک آنکھ بنا دینا اور اس نوٹ پر 1776ء سے نیو ورلڈ آرڈر کے الفاظ چھاپ دینا وغیرہ۔ اہل نظر کے نزدیک یہ قوت جو یورپی اقوام سے یہ انہونے فیصلے کراتی ہے، ایک عالمی مغربی صیہونی مافیا ZIONISTS ہے جو مغرب (اقوام یورپ اور عیسائیوں) کو استعمال کر کے ساری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ وہی ان سے، تمام فیصلے کرنیوالے FORUMS سے بالا بالا یہ فیصلے کرا دیتا ہے۔ جیسے اب یورپ نے کسی 'قیل و قال' اور اسمبلی میں بحث کے بغیر یہ فیصلہ کرلیا ہے اور دنیا کی کمزور اقوام کو مقتدر اقوام نے آپس میں بھیڑوں کے گلے کی طرح تقسیم کرلیا ہے اور مسلمانوں کو بالخصوص اپنا غلام بنالیا ہے سلطنت عثمانیہ ختم کر دی (آج بھی جمہوری دور میں عالمی جمہوری چمپئن امریکہ کے دل (نیویارک) میں UNO کا ہیڈ کوارٹر ہے جہاں دنیا کی پانچ صیہونی طاقتیں وراثتی طور پر قابض ہیں اور انہیں دنیا کی اقوام کے مقدر کا فیصلہ انصاف پر ہوتے دیکھ کر VETO کا اختیار حاصل ہے۔ شرم کے مارے مغربی جمہوری دانشوروں کو چلو پانی میں ڈوب مرنا چاہیے۔

25

نقشِ نو اندر جہاں باید نہاد
از کفنِ دُزداں، چہ اُمید کشاد؟

ترجمہ اے مسلمانو! اٹھو! دنیا میں ایک نیا (عادلانہ منصفانہ عالمی معاشی) نظام جاری کرنا ضروری ہے ان کفن چوروں (مغربی اقوام) سے کسی خیر کی توقع ہی نہیں ہے

تشریح اے مسلمانو! اُٹھو، دنیا ایک نئے عادلانہ منصفانہ معاشی نظام کی متلاشی اور منتظر ہے؟ سرمایہ داری نظام فیل ہو چکا، سوشلزم اور کمیونزم نے دنیا کو کچھ DELIVER نہیں کیا، ہندو ازم کے پاس عالمی مسائل کے حل کا کوئی جواب ہی نہیں، یہودیت اور عیسائیت نے گزشتہ چار صدیاں ZIONISM کا ساتھ دے کر اپنے آپ خود کشی کرلی ہے۔ اب اگر کوئی نظام TRIAL BASIS پر ہی سامنے موجود ہے تو وہ تمام انسانوں کے لیے DIVINE نظام ہے جو JUST WORLD ORDER (JWO) کے طور پر آج بھی زندہ ہے اور اس نظام کو چودہ صدیاں پہلے (علم اور وسائل کی کمی کے باوجود) صحت مند بنیادوں پر ایک علم دوست، اخلاق دوست، انسان دوست، ماحول دوست اور خداشناس نظام بنا کر کامیابی سے چلا کر تجربہ کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا اب مسلمانو! اٹھو دنیا تمہارے خلافت راشدہ کے نظام کی منتظر ہے ایسا نظام جس میں کفالت کا انتظام ہو، سماجی برائیاں (SOCIAL EVILS) مفقود ہوں، آرٹ، فلم اور کلچر کے نام پر بے حیائی، عریانی، بدکاری اور شراب نوشی سے پاک ہو۔ تاکہ تمام اولاد آدم بلا لحاظ رنگ ونسل و علاقہ و مذہب و زبان اس کی برکات سے فیض یاب ہوسکے۔ ایسے پاکیزہ نظام کے نفاذ کی ان کفن چور مغربی اقوام کے تاجرانہ انداز حکومت (CORPORATE TOURISM & BEACH CULTURE) سے کوئی توقع ہی نہیں ہے۔

اس وقت امت مسلمہ کی لیڈرشپ کی صورت حال اتنی خراب ہے کہ حکومتوں کی بجائے عوام کو جاگنا چاہیے۔ عوام جاگیں گے تو پریشر بلڈ ہوگا، جب پریشر بلڈ ہوگا تو پھر صحیح لیڈرشپ نکلے گی جو عوام کو لیڈ کرے گی: ڈاکٹر محمد عارف صدیقی

تقریباً دو ہزار سال بعد یہودی تھرڈ ٹمپل کی تعمیر کی طرف بڑھ رہے ہیں کیونکہ ان کا ماننا ہے کہ انہیں جس مسیحا کا انتظار تھا وہ آنے والا ہے اور اس سے پہلے یہودیوں کی عالمی حکومت قائم ہونی ہے: رضاء الحق

گریٹر اسرائیل کی تیاریاں اور عالم اسلام کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: 1948ء میں اسرائیل کی ناجائز ریاست کا قیام، فلسطینیوں کی اس کے خلاف جدوجہد اور تنازعہ کی موجودہ صورتحال پر مختصراً تبصرہ فرمائیں۔

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: صہیونی سلطنت کے قیام کی منصوبہ بندی کی کڑیاں ایلومیناتی تنظیم سے جڑتی ہیں جس کی بنیاد 1777ء میں ایڈم Weishaup نے رکھی۔ اسی تنظیم کے تحت صہیونی سلطنت کے لیے پلاننگ کی گئی اور اس کے لیے اہداف و مقاصد طے کیے گئے اور لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔ پھر 1897ء میں پورے یورپ میں صہیونی تحریک شروع ہوئی جس میں بے شمار لوگ شامل ہوئے۔ اسی تحریک کے نتیجے میں خلافت عثمانیہ کے سلطان عبدالحمید کو یہودیوں نے مجبور کرنے کی کوشش کی کہ وہ یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دے دیں۔ لیکن سلطان کے جذبہ ایمانی نے یہ بات گوارا نہیں کی اور اس نے انکار کر دیا جس کے بعد سیکولر تحریک کے نتیجے میں ان کا تختہ اُلٹ دیا گیا۔ اس کے بعد جنگ عظیم اول و دوئم کی پلاننگ بھی یہودیوں کی تھی ۔ یہودیوں نے ہمیشہ صلیبیوں کو آگے رکھ کر جنگیں لڑیں اور آخر میں فائدہ یہودیوں کو ہی ہوا۔ اسی طرح پہلی جنگ عظیم کا نتیجہ بھی یہودیوں کے حق میں نکلا کیونکہ یورپی ممالک یہودیوں کے مقروض ہوگئے۔ خاص طور پر برطانیہ اور فرانس کو یہودیوں نے جو قرضے دیے اس کے بدلے میں روتھ چائلڈ (ایلومیناتی بینکرز) نے یہودی ریاست کا مطالبہ رکھ دیا جس کے نتیجے میں 1917ء میں بالفور ڈیکلریشن آگیا۔ پھر دوسری جنگ عظیم شروع کروائی گئی جس کے نتیجے میں یورپ یہودیوں کا مزید مقروض ہوگیا تو اس کی مدد سے یہودی ریاست کا قیام بھی ممکن ہوگیا۔ چنانچہ 1948ء میں اسرائیل کے نام پر عالمی طاقتوں نے فلسطین کا 56 فیصد علاقہ یہودیوں کو دے دیا جبکہ فلسطینیوں کے پاس صرف 44 فیصد علاقہ رہ گیا۔ یہ بندر بانٹ عربوں کو پسند نہیں آئی تو انہوں نے اسرائیل کے ساتھ جھڑپوں کا آغاز کر دیا۔ آخر کار 1967ء کی جنگ ہوئی جس میں عالمی طاقتوں کی مداخلت کی وجہ سے عربوں کو شرمناک شکست ہوئی اور اسرائیل کا فلسطین کے 78 فیصد علاقے پر قبضہ ہوگیا۔ اس کے بعد عربوں کا مورال ختم ہوگیا۔ انہوں نے جان لیا کہ ہم اسرائیل سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہم نے اسی کے ساتھ رہنا ہے۔ اس پورے پراسس میں تقریباً سات لاکھ فلسطینی بے گھر ہو چکے تھے۔ پھر 1993ء میں اوسلو معاہدہ ہوا جس میں دو فریق تھے ایک اسرائیل اور دوسری PLO یعنی فلسطین لبریشن آرگنائزیشن۔ اس معاہدے میں امریکہ ثالث تھا۔ اس معاہدے کے تحت فلسطین کے تین حصے کیے گئے۔ ایک حصہ فلسطینی کنٹرول میں دیا گیا، دوسرا اسرائیل کے کنٹرول میں دیا گیا جبکہ تیسرا مشترکہ کنٹرول میں دیا گیا۔ لیکن اس کے بعد اسرائیل نے مشترکہ کنٹرول والے علاقے پر قبضہ کرلیا کیونکہ عالمی تھانیدار امریکہ اس کی پشت پر تھا۔ اس کے بعد فلسطینی کنٹرول والے علاقے میں مداخلت شروع کردی۔ وہاں انہوں نے زمینیں خریدنی شروع کیں اور بہت سارے کام ایسے کیے جن سے فلسطینیوں کے خلاف گھیرا تنگ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اب اسرائیل پورے فلسطین پر قبضے کا پلان بنا چکا ہے۔

رضاء الحق: قرآن پاک میں سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 4 تا 7 میں بنی اسرائیل پر اللہ کی طرف سے دو عذابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس چیز کو اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے تو دو تاریخی واقعات ایسے ہیں جنہیں بنی اسرائیل کے لیے سخت ترین عذاب کہا جا سکتا ہے۔ پہلے 600 ق م میں بابل (عراق) کے بادشاہ بخت نصر نے یروشلم پر چڑھائی کی اور 6 لاکھ یہودیوں کو قتل کیا اور اتنے ہی یہودیوں کو قیدی بنا کر بابل لے گیا۔ اس نے ہیکل سلیمانی سمیت پورے یروشلم کو تباہ و برباد کر دیا۔ کافی عرصہ بعد یہودیوں کو دوبارہ یروشلم میں آباد ہونے کا موقع ملا اور انہوں نے دوبارہ ہیکل سلیمانی (سیکنڈ ٹمپل) کو تعمیر کیا۔ ان کی الہامی کتابوں میں یہ ذکر موجود تھا کہ ایک مسیحا نے آنا ہے اور آ کر ان کو رہائی دلوانی ہے۔ اس کا وہ انتظار بھی کر رہے تھے لیکن جونہی حضرت عیسیٰ ؑ کا نزول ہوا تو انہوں نے نہ صرف انہیں اللہ کا رسول ماننے سے انکار کر دیا بلکہ اپنے تئیں ان کو سولی بھی چڑھا دیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ لیکن ان کے اس جرم کی پاداش میں ایک اور سخت عذاب آیا اور 70ء میں رومن ایمپائر کے جنرل ٹائٹس نے یروشلم پر حملہ کر کے دوبارہ ہیکل سلیمانی کو تباہ کر دیا۔ اب اس کی صرف دیوار گریہ باقی ہے جہاں جا کر یہودی گریہ وغیرہ کرتے ہیں۔ اب تقریباً دو ہزار سال گزرنے کے بعد یہودی دوبارہ ہیکل سلیمانی کو تعمیر کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں جس مسیحا کا ان کو انتظار تھا وہ اب آنے والا ہے۔ اس سے قبل یہودیوں کی عالمی حکومت کا قیام بھی عمل میں لانا ہے اور تھرڈ ٹمپل کی تعمیر بھی ہونی ہے۔ چنانچہ اب اسرائیل بن چکا ہے۔ پھر جب سے امریکہ میں ٹرمپ اقتدار میں آیا ہے اس کے بعد انہوں نے جیونیشن لاء بھی پاس کر لیا ہے، امریکی سفارت خانہ بھی یروشلم میں

شفٹ کرلیا ہے کیونکہ یروشلم کو اسرائیلی دارالحکومت بنانے کی تیاریاں مکمل ہوچکی ہیں اور ڈیل آف دی سنچری نامی معاہدہ بھی ہو چکا ہے جس کے تحت پورے فلسطین پر اسرائیل کا قبضہ ہوجائے گا۔اب انہوں نے یہودی علماء پر مشتمل ایک کونسل بھی قائم کردی ہے۔یعنی وہ اب اپنے دینی اعتبار سے بھی اصل کی طرف لوٹ رہے ہیں۔پہلے مسئلہ فلسطین موجود تھا لیکن اب انہوں نے عرب اسرائیل مسئلہ کہنا شروع کردیا ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ فلسطین مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہے اور اس کی جگہ اسرائیل بن چکا ہے اور اس کے اندر چند عرب موجود ہیں جن کا مسئلہ ہے۔

سوال: کہا جارہا ہے کہ امریکہ اور اسرائیل ڈیل آف دی سنچری کے منصوبے کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں ۔ ان خبروں میں کس حد تک صداقت ہے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: ڈیل آف دی سنچری کے مطابق فلسطینیوں کو ہمیشہ کے لیے اس مقدس خطے سے نکال دیا جائے گا۔اس ڈیل کا ڈراف بنانے والا ٹرمپ کا صہیونی داماد جیراڈ کشنر ہے۔اس ڈیل کے کچھ اہم نکات حسب ذیل ہیں۔

سیکشن 2: صرف ایسی حکومت تشکیل دی جائے گی جو اسرائیل کو تسلیم کرے گی اور ہر قسم کے ہتھیار اور لڑائی کو ترک کرے گی۔حماس اور ہتھیار اٹھانے والی دیگر تنظیمیں دہشت گرد تصور ہوں گی۔یعنی اسرائیل کی مکمل غلامی تسلیم کرنا ہوگی۔

سیکشن 4: اسرائیل کی نئی سرحدی حدود بندی کی جائے گی جس میں غیر قانونی یہودی آبادیوں کو اسرائیل میں شامل کرلیا جائے گا۔اس کا مطلب ہے کہ اسرائیلیوں کو غصب شدہ جگہ مستقل طو پر مل جائے گی اور فلسطینیوں کو ان علاقوں سے دست بردار ہونا پڑے گا۔

سیکشن 5: بیت المقدس اسرائیل کا غیر تقسیم شدہ دارالحکومت ہوگا اور اس پر فلسطینیوں کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ فلسطینی اپنی ریاست کے لیے نیا دارالحکومت بنائیں گے۔تمام حدود میں واقع پانی کے ذخائر پر اسرائیل کا قبضہ ہوگا۔مقامات مقدسہ اور جنگی اہمیت کے حامل علاقوں پر صہیونی کنٹرول تسلیم کرنا ہوگا۔

سیکشن 7: فلسطینی ریاست کو فوج رکھنے کی اجازت نہیں ہو گی۔اس میں ہر قسم کے اسلحہ پر پابندی ہوگی۔سیکورٹی کے لیے فلسطین ہمیشہ ریاست اسرائیل کا محتاج ہوگا۔

سیکشن 12: بحری بندرگاہیں ہائفہ اور اشود مکمل طور پر اسرائیل کے قبضے میں رہیں گی۔یعنی فلسطینی معاشی طور پر بھی اسرائیلیوں کے غلام رہیں گے۔

سیکشن 16: فلسطینی پناہ گزین اپنے وطن واپس نہیں لوٹ سکیں گے اور تمام عرب ممالک کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان پناہ گزینوں کو اپنے علاقے میں بسائیں۔

سیکشن 17: نئی فلسطینی ریاست اپنی حدود میں دہشت گردی (جہاد) یا تحریک آزادی کو مکمل طور پر کچلنے کی پابند ہوگی۔ ایسی تمام کتابیں تلف کرے گی اور ایسے تمام پروگرامز ختم کردے گی جن میں پڑوسی ممالک (خصوصاً اسرائیل) کے خلاف نفرت آمیز مواد موجود ہو۔صہیونیوں کو اپنا دوست اور خیر خواہ باور کرایا جائے گا۔یعنی ظلم کو ظلم، جبر کو جبر اور غاصب کو غاصب کہنے پر پابندی ہوگی۔

سیکشن 21: اس معاہدے کو تسلیم کرنے کے بعد پچھلی تمام قراردادیں معطل تصور ہوں گی اور دونوں فریقین اپنے مطالبات سے دستبردار ہوجائیں گے۔یعنی اس کے بعد فلسطینی

> آنے والی دہائی تاریخ انسانی کی سب سے خونی دہائی ہوگی۔اتنا خون آج تک نہیں بہایا گیا ہوگا جو ان دس سالوں میں بہہ سکتا ہے۔

کبھی دوبارہ اپنے حق کے لیے آواز نہیں اٹھا سکیں گے۔

سیکشن 22: فلسطینی حکومت کو کسی بین الاقوامی فورم یا تنظیم کا ممبر بننے کی اجازت نہیں ہوگی اور اسرائیلی اور امریکی حکومت اور شہریوں کے خلاف انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس یا انٹرنیشنل کریمنل کورٹ میں جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

ان نکات کو سامنے رکھیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ڈیل آف دی سنچری نہیں بلکہ آرڈر آف دی سنچری ہے۔ ایک چیز دیکھ لیں کہ جس قوم نے بیت المقدس پر کنٹرول لیا دنیا میں حکومت اس نے کی ہے۔اگر اس وقت یہودی بیت المقدس کو مکمل لینے کی کوشش کر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا کا کنٹرول اپنے ہاتھوں میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

رضاء الحق: یہودیوں اور عالمی طاقتوں نے ماضی قریب میں جو اقدامات کیے ہیں ان کو سامنے رکھیں تو دو سوال پیدا ہوتے ہیں: 1۔ یہودی اسرائیل میں کیوں آنا چاہتے ہیں؟ 2۔ پوری دنیا کی طاقتیں ان کو اس کے لیے سپورٹ کیوں کررہی ہیں؟ پہلی بات یہ ہے کہ اس وقت اسرائیل میں نوے فیصد لوگوں کا بنی اسرائیل سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن وہ اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں۔ایک بڑی مشہور کتاب ہے: The Thirteenth Tribe اس کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ آٹھویں صدی عیسوی میں جارجیا میں خزر نامی ایک قبیلہ تھا جس نے یہودیت کو قبول کرلیا تھا۔ حالانکہ یہودی اپنے آپ کو تمام دنیا سے افضل سمجھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک وقت تک دنیا پر فضیلت دی۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿اَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۷﴾﴾ ”میں نے تمہیں فضیلت عطا کی تمام جہانوں پر۔“ (البقرۃ:47)

لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا:

﴿تِلۡکَ اُمَّۃٌ قَدۡ خَلَتۡ ۚ﴾ ”یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی۔“ (البقرۃ:134)

بہرحال وہی اشکنازی یہودی موجودہ اسرائیل میں زیادہ تعداد میں آباد ہیں۔حالانکہ بنیادی طور پر یہودیت ایک نسلی مذہب ہے ۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 104 میں فرمایا:

﴿فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ جِئۡنَا بِکُمۡ لَفِیۡفًا ﴿۱۰۴﴾﴾ ”پھر جب آئے گا پچھلے وعدے کا وقت تو ہم لے آئیں گے تم سب کو سمیٹ کر۔“

اب یہ سب اکٹھے ہوکر ایک جگہ آرہے ہیں ۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی پلاننگ میں پہلے سے شامل ہے۔رہا دوسرا سوال کہ دنیا ان کو سپورٹ کیوں کرتی ہے تو اس حوالے سے یہ جان لینا چاہیے کہ ایونجلسٹ عیسائی بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب تک تھرڈ ٹمپل تعمیر نہیں ہوگا اس وقت تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ نزول نہیں ہوگا۔مسلمانوں کے نزدیک وہ زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے تھے اور قیامت سے پہلے وہ دوبارہ اس زمین پر آئیں گے۔ بیت المقدس کے حوالے سے ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیت المقدس کی آبادی یثرب (مدینہ منورہ) کی بربادی ہوگی اور مدینہ شریف کی ویرانی جنگ کا پیش خیمہ ہوگی اور جنگ کا شروع ہونا قسطنطنیہ کی فتح ہو گا اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا دجال کا خروج ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ملحمۃ العظمٰی (جنگ عظیم) ہوگی تو اس کے بعد ترکی کا ایک حصہ یعنی قسطنطنیہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا ہوگا لیکن پھر وہ ہم دوبارہ حاصل کرلیں گے اور پھر اس کے بعد دجال کا خروج

ہوگا۔ اس حوالے سے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ دجال کا خروج کب ہوگا لیکن آثار و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم آخری وقت میں داخل ہو چکے ہیں۔

سوال: شنید ہے کہ اسرائیل یکم جولائی 2020ء سے اُردن سے ملحقہ مغربی کنارے کے علاقے کو ضم کرکے اسرائیل کا حصہ قرار دینے جا رہا ہے۔ اس پلان کی کیا تفصیلات ہیں اور اس اسرائیلی ایکشن کے خطے پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

رضاء الحق: مسلمان ممالک بالخصوص اسرائیل کے آس پاس کے ملک تو اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ وہ اسرائیل کے خلاف کوئی مزاحمت کرسکیں۔ کیونکہ نائن الیون کے بعد امریکہ نے کچھ کو اپنے ساتھ ملا لیا اور کچھ کو ایک دوسرے کے خلاف مصروف کیا ہوا ہے۔ عراق پر حملہ کرکے اس کو تباہ و برباد کر دیا۔ ترکی کو اب وہ لیبیا کے ساتھ الجھا رہے ہیں اور دوسری طرف شام کو کردوں کے خلاف مصروف عمل کر دیا گیا ہے۔ گویا مسلمان ممالک کو آپس میں ہی اتنا الجھا دیا گیا ہے تاکہ وہ اس پوزیشن میں ہی نہ رہیں کہ گریٹر اسرائیل منصوبے کے خلاف کوئی مزاحمت کر سکیں۔ جہاں تک او آئی سی یا عرب لیگ وغیرہ کا تعلق ہے تو یہ ساری تنظیمیں صرف بیانات کی حد تک کردار ادا کر رہی ہیں۔ حالانکہ فلسطین کا مسئلہ صرف عربوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ تمام اُمت کا مسئلہ ہے۔ اس لیے تمام اُمت کو متحد ہو کر جواب دینا ضروری تھا لیکن بدقسمتی سے اس وقت ایسا کچھ نظر نہیں آرہا۔

سوال: کیا امت مسلمہ اسرائیل کے خلاف کبھی متحد ہو سکے گی؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: اُمت کے اندر اتحاد کو ختم کرنے کے لیے ہی انہوں نے مسلمان خطوں میں نیشنل ازم کی تحریکیں چلائی ہیں۔ نیشنل ازم، قومی ریاست اور اس کی جغرافیائی حدود کے تصورات کو مسلمانوں کے اندر اس قدر کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا ہے کہ اب ہر مسلمان ملک ''سب سے پہلے میں'' کا فارمولا اپنا چکا ہے۔ جیسا کہ ہمارے ہاں بھی یہ نظریہ آچکا ہے کہ سب سے پہلے پاکستان۔ جبکہ یہی صہیونی نواز عالمی قوتوں کا ایجنڈا تھا۔ اس ایجنڈے کے تحت جب تک آپ جمہوری نظام کو لے کر چلتے رہیں گے تو اُمت کبھی متحد نہیں ہو پائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت اُمت منتشر ہے۔ کبھی کبھی ترکی کی آواز کسی مسئلے پر اُبھرتی ہے یا قطر کی آواز اُبھرتی ہے مگر قطر کی پوزیشن بہت کمزور ہے۔ وہ ترکی کی ساتھ مل کر تھوڑا طاقتور ہو جاتا ہے مگر ترکی خود بھی اس وقت بہت مسائل میں گھرا ہوا ہے۔ بہر حال اس وقت امت مسلمہ کی صورت حال اتنی خراب ہے کہ میرا خیال ہے کہ حکومتوں کی بجائے عوام کو جاگنا چاہیے۔ مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ سے کسی نے کہا کہ مجھے تو ڈر ہے کہ یہ سسٹم ٹوٹ نہ جائے، کہا مجھے اس سے بھی بڑا ڈر ہے کہ یہ سسٹم چلتا نہ رہے۔ گویا بعض اوقات تخریب تعمیر کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ عوام جاگیں گے تو پریشر بلٹ ہوگا، جب پریشر بلٹ ہوگا تو پھر آپ کی لیڈر شپ نکلے گی جو عوام کو لیڈ کرے گی۔

سوال: کیا ڈیل آف دی سنچری منصوبے کا عملی نفاذ آرمیگاڈون جسے تیسری عالمی جنگ بھی کہہ سکتے ہیں کا نقطۂ آغاز ثابت ہوسکتا ہے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: بالکل یہ اسی طرف جائیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ تیاری کریں نہ کریں وہ تو کر رہے ہیں۔ اسرائیل دنیا کا واحد ملک ہے جو اپنے توسیع پسندانہ عزائم کا کھل کر اظہار کرتا ہے۔ اس کی پارلیمنٹ کے باہر لکھا ہوا ہے کہ

''تیری سرحدیں نیل سے فرات تک ہیں''

دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے کہ جو سرکاری سطح پر یہ اناؤنس کرے۔ وہ یہی اعلان ہے کہ ایک عالمی حکومت کا قیام، جو صہیونیوں کے کنٹرول میں ہو۔ لہٰذا یہودی تو اپنے ایجنڈے کے مطابق آگے بڑھ رہے ہیں۔ ایسی صورتحال میں اگر مسلمان اُٹھیں گے نہیں، لڑیں گے نہیں تو تب بھی وہ گاجر مولی کی طرح کاٹے جائیں گے۔ لیکن اگر ڈٹ جائیں گے تو شاید اتنا نقصان نہیں ہوگا۔ میں بڑی ذمہ داری کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے خیال میں آنے والی دہائی تاریخ انسانی کی سب سے خونی دہائی ہوگی۔ اتنا خون آج تک نہیں بہایا گیا ہوگا جو ان دس سالوں میں بہہ سکتا ہے۔ ہم اس وقت بڑی جنگ آرمیگاڈان کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ رب العزت کے نزدیک وقت کا پیمانہ مختلف ہے لیکن ہم کسی بھی وقت جنگ کی آگ میں جا سکتے ہیں۔

سوال: خبر یہ بھی ہے کہ یہودی بہت جلد یروشلم کو دنیا بھر کی سیاست اور معیشت کا گڑھ اور مرکز بنانے جا رہے ہیں۔ جو عملی طور پر گریٹر اسرائیل کے قیام کا نقطۂ آغاز ثابت ہوگا۔ کیا موجودہ حالات میں صہیونی اپنے عزائم میں کامیاب ہوسکیں گے؟

رضاء الحق: دجال اور اس کی حکومت کے بارے میں احادیث میں موجود ہے کہ اس کی حکومت چالیس دن ہوگی۔ ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، دوسرا دن ایک مہینہ کے برابر ہوگا اور تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور اس کے بعد باقی دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ اس کی تشریح میں بعض شارحین حدیث کہتے ہیں کہ ایک دن ایک سال کے برابر سے مراد تاج برطانیہ کی حکومت تھی، پھر جب امریکہ میں شفٹ ہوا تو وہ پھر ایک مہینہ کا دن ہو گیا اور پھر جب ایک ہفتہ کا دن ہوگا تو پھر وہ اسرائیل کی حکومت ہو گی۔ جس میں آرمیگاڈان ہوگی اور پھر حضرت مہدی کا ظہور ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ دجال کا بھی خروج ہوگا اور احادیث کے مطابق دجال کا خروج اصفہان سے ہوگا۔ ابھی تک تو عالمی بادشاہت کا تخت امریکہ میں ہی ہے لیکن اب وہ امریکہ سے اسرائیل میں شفٹ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ اب کمزور پڑتا جا رہا ہے۔ دوسری طرف اسرائیل نے عملی لحاظ سے عالمی حکومت چلانی شروع کر دی ہے۔ اس وقت وہ سب سے زیادہ اسلحہ فروخت کرنے والا ملک بن گیا ہے، پھر ساری دنیا کا میڈیا بھی اس کے کنٹرول میں ہے۔ ساری دنیا کا بینکنگ سسٹم ان کے کنٹرول میں ہے۔ اب انہوں نے صرف یہ کرنا ہے کہ وال سٹریٹ میں لیپ ٹاپ بند کرنے ہیں اور یروشلم میں آکے کھول دینے ہیں اور سارا سسٹم سٹارٹ کر دینا ہے۔

سوال: کیا یروشلم دنیا بھر کی سیاست اور معیشت کا مرکز بن پائے گا؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: اسرائیل اسی کی طرف جا رہا ہے کیونکہ گریٹر اسرائیل کا مقصد بھی تب ہی پورا ہوگا۔ اس وقت ایک عام آدمی بھی یہ سمجھتا ہے کہ امریکہ سپر پاور اور اس کے مدمقابل سپر پاور چین ہے۔ اسرائیل کا نام کوئی بھی نہیں لے رہا۔ لہٰذا جب تک امریکہ اور چین آپس میں نہیں اُلجھتے اور دونوں کمزور نہیں ہوتے اس وقت تک عالمی طاقت کا مرکز اسرائیل میں شفٹ نہیں ہوسکتا۔ کرونا کی وجہ سے پوری دنیا کی معیشت برباد ہوئی لیکن اسرائیل کی معیشت مضبوط ہوئی۔ اس عرصے میں 28 کھرب پتی صہیونیوں کے اثاثے 30 فیصد بڑھ گئے۔ تقریباً 15 یورپی ممالک نے کہا ہے ہم اپنی معیشت کو بہتر کرنے کے لیے اسرائیل کی مدد کے منتظر ہیں۔ اب ڈیجیٹل کرنسی اگر ہوگی تو اس کو بھی اسرائیل ہی لیڈ کرے گا۔ پھر یو این او، WHO وغیرہ کے تمام ادارے اسی کے ماتحت ہیں۔ بہرحال آہستہ آہستہ پاور اسرائیل میں شفٹ ہونے جا رہی ہے۔

سوال: بیت المقدس پر مکمل قبضہ کے صہیونی منصوبے پر پوری اُمت مسلمہ خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہے۔

ان حالات میں ہمارے دینی طبقات کہاں کھڑے ہیں اور حکومت پاکستان کا آفیشل موقف کیا ہے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: ہمارے دینی طبقات اس حوالے سے بالکل خاموش ہیں۔ ہماری مساجد میں اب بیت المقدس کا ذکر ہی نہیں ہو رہا ہے اور یہ بہت بڑا المیہ ہے۔ پاکستان کے بارے میں اسرائیل کی پہلی پارلیمنٹ میں وزیراعظم بن گوریان نے کہا تھا کہ ہمارا ایک نظریاتی دشمن پاکستان ہے جس سے ہمیں خطرہ ہے حالانکہ اس وقت پاکستان ایٹمی پاور نہیں تھا اور نہ ہی کوئی عسکری اہمیت والا ملک تھا۔ اسرائیل کو کیوں خطرہ محسوس ہوا اس سے؟ اس لیے کہ اس کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ پر رکھی گئی ہے۔ اسرائیل اور پاکستان دونوں ریاستیں نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آئیں۔ اسی بنیاد پر پاکستان اس کا دشمن تھا۔ لیکن مشرف دور میں اسرائیل کے لیے سافٹ کارنر پروان چڑھنا شروع ہوا اور آہستہ آہستہ اس پر کام ہوا۔ گویا ہمارے ہاں بھی اس کے لیے راہ ہموار کی جا رہی ہے لیکن عوامی دباؤ کی وجہ سے حکومت یہ قدم اٹھانے سے قاصر ہے ورنہ کسی بھی وقت یہ اس کی جھولی میں گرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔

سوال: کیا ارض فلسطین کے مسلمانوں کی جدوجہد کبھی کامیاب و کامران ہوگی؟ اور آزاد فلسطینی ریاست کا وجود عمل میں آسکے گا؟

رضاء الحق: زمینی حقائق کو دیکھا جائے تو بظاہر یہ دکھائی نہیں دے رہا لیکن اللہ رب العزت کی ذات سے اُمید ہونی چاہیے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو مسلمانوں کو شروع میں بہت مار پڑے گی لیکن بالآخر میں وہ کامیاب ہوں گے اور پوری دنیا میں اللہ کا دین غالب ہوگا۔ پہلے ایک بڑی جنگ ہونی ہے، پھر گریٹر اسرائیل بنے گا، دجال کا خروج ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور وہ دجال کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد ظاہر ہے فلسطینیوں کو بھی سکھ کا سانس لینے کا موقع ملے گا۔ البتہ فی الحال کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ کیونکہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے لہٰذا اس میں اللہ کا دیا ہوا نظام قائم کرنا بہت ضروری ہے۔ جب تک ہم یہ نظام قائم نہیں کرتے اس وقت تک ہم اسرائیل اور انڈیا جیسی طاغوتی قوتوں کو بھرپور جواب دینے سے قاصر رہیں گے۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

بقیہ: کارِ تریاقی

چھڑانا ٹھہرا۔ جنت پہنچا دینے والے اعمال میں سے آپؐ نے غلام آزاد کرنے، غلام کی آزادی میں مدد دینا ٹھہرایا۔ کتابت کے ذریعے غلام کی رہائی کا دروازہ مزید کھول دیا اور اللہ نے حکماً (النور۔33) یہ سہولت دینے کو نافذ فرمایا۔ یعنی غلام اپنی آزادی کے لیے معاوضے کی پیش کش کرے تو آقا اسے قبول کرے۔ حکومت بھی اس میں مددگار ہو۔ غرض فطری انداز سے یہ مسئلہ دائماً حل ہوگیا۔ اور غلامی کی یہ صورت قطعی حرام اور قانوناً ممنوع قرار پائی کہ کسی آزاد آدمی کو پکڑ کر غلام بنایا یا بیچا، خریدا جا سکے۔

عملاً غلام بنانا تو درکنار، مسلمان عوام کی شخصی آزادی، عزت نفس کے تحفظ، برابری کے جو اقدامات کیے گئے دنیا اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ گورنر مصر کے بیٹے نے جب ایک مصری شہری پر ناروا کوڑے برسا دیے تو سیدنا عمرؓ نے گورنر اور بیٹے کو بلوایا۔ مظلوم کو پورا بدلہ کوڑوں کی صورت ہی دلوایا۔ حتیٰ کہ یہ بھی کہا کہ باپ کی بھی خبر لو جس کے مقام ومنصب کے زعم میں بیٹے نے یہ جرأت کی۔ تاہم مظلوم نے بھرپور انصاف مل جانے پر اطمینان وتشفی کا اظہار کیا۔ اس وقت امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطابؓ نے جلیل القدر گورنر کو تاریخ ساز جملہ کہا جو آج کے امریکا کی کرتوتوں کے لیے تازیانہ ہے۔ فرمایا: تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنالیا۔ حالانکہ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا!

اسلام میں اخوت کی مٹھاس کا یہی ذائقہ ہم نے اپنے امریکا قیام کے دوران چکھا تھا۔ دینی کلاسز میں افریقی امریکی نومسلم بہنیں کس طرح ہم ہر رنگ، نسل، زبان کی (پیدائشی) مسلمان بہنوں کی محبت اور توجہ کا خصوصی مرکز ہوا کرتی تھیں۔ جن کے حبشی خدوخال میں ہمیں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی تقدس بھری جھلک نظر آتی تھی۔ بچے باہم شیروشکر ہر امتیازی رویے اور ادنیٰ ترین احساس سے پاک ہوا کرتے تھے۔ یہی دین حنیف آج تن ہمہ داغ داغ انسانیت کے جملہ مسائل کا حل ہے۔ مگر کیا کیجیے ہم مسلمان تو خود ''غبار آلودۂ رنگ ونسل ہیں بال و پر تیرے'' کی مثال ہیں۔ آدھے اشتہار رنگ گورا کرنے کی کریموں کے ہوتے ہیں! گوروں کی غلامی کے چھوڑے اس وائرس کا علاج نہ ہو سکا! (ختم شد)

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے ''شعبہ تحقیق اسلامی'' (IRTS) کے زیر انتظام ابلاغِ عامہ وافادۂ عام کی ویب سائٹس

- www.tanzeemdigitallibrary.com بانی تنظیم وصدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس، خطابات وتصنیفات کا جملہ تحریری مواد یونی کوڈ کے سرچ ایبل فارمیٹ (Unicode searchable format) میں دستیاب ہے۔
- www.giveupriba.com انسدادِ سود کی کوششوں کے ضمن میں جملہ معلومات، تاریخی پس منظر، عدالتی فیصلے، قرآن وسنت کے حوالہ جات، معروف تفاسیر کے اقتباسات اور شرق وغرب کے نامور مفکرین کے اقوال وتحریرات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔
- www.hafizahmedyar.com پروفیسر حافظ احمد یارؒ (سابق مدرس پنجاب یونیورسٹی وقرآن اکیڈمی لاہور) کا علمی خزانہ، قرآن مجید کی صرفی ونحوی ترکیب، بلاغتِ قرآن وآڈیو تفسیر قرآن اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

امریکا مکافاتِ عمل کی زد میں (IV)

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

(گزشتہ سے پیوستہ)

(آخری قسط)

امریکا، افغانستان، عراق کو آزادی اور حقوق دلوانے نکلا تھا اور لاکھوں کے قتل کا مرتکب ہوا۔ آج اس کے عوام اسے آئینہ دکھا رہے ہیں۔ اب وہ خود گھبرا گھبرا کر فیصلے سنا رہے ہیں کہ ہم ایسے مجسمے ہٹا گرا دیں گے۔ ورجینیا سٹی کونسل نے فوراً اپنے ہاں 4 ایسے مجسمے گرانے کا فیصلہ دیا۔ جس میں پورے شہر پر چھایا بلند وبالا، 6 منزلہ اونچا روبرٹ لی کا مجسمہ بھی ہے جو یادگار ہے ان ادوار اور حکومتوں کی جن کا مقصد ہی غلامی کا پھیلاؤ اور استحکام تھا۔ عوام نے ورجینیا میں کولمبس کا مجسمہ گرا کر، آگ لگا کر جھیل میں پھینک دیا کہ یہ قتل عام کی علامت ہے۔ اگلے مرحلے میں احتیاطاً برطانیہ (لندن) اور امریکا میں حکومتیں مقامی طور پر شاہراہوں اور سٹریٹوں کے ایسے نام بدلنے کا اعلان کر رہی ہیں جو اسی طرح سفید فام برتری کی علامت اور غلامی کے اذیت ناک دور کی یادگار ہیں۔

دنیا کو نیا موڑ مڑنا ہے۔ احادیث کی رو سے دجال کی آمد سے پہلے مسلم دنیا کو بالخصوص عافیت اور امن وانصاف کے چند سال ملنے ہیں۔ اسی دوران پوری دنیا میں بھی ایک تبدیلی کی لہر کا امکان ہے۔ اس سحر کی روشنی کی کرنیں ابھرتی ڈوبتی دیکھی جاسکتی ہیں۔ پوری دنیا کے عوام مظلوم ومقہور ہیں۔ کرپٹ، بدمعاش عیاش حکمران مافیا، استحصالی معاشی جتھے، سیکورٹی کے نام پر بھیڑیوں کے غول، عدل وانصاف کے نام پر عالمی دھوکے...... ظلم پھر ظلم ہے، بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔ ہر کچھ عرصے بعد عوام سر اٹھاتے ہیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعے احتجاج بڑھتا پھیلتا اور پھر دبا لیا جاتا ہے۔ امریکا سے وال اسٹریٹ پر قبضہ کرو والی تحریک اٹھی، بڑھی پھیلی، دبا دی گئی۔ تیونس میں بوعزیزی کا ٹھیلا الٹا، عرب بہار اٹھی، ملکوں ملکوں دبے گھٹے پسے عوام کے مظاہرے پھیلے۔ مصر میں آہنی ہاتھ، بلڈوزروں، گن شپ ہیلی کاپٹروں نے موت کے پروانے تقسیم کیے اور بہار کے سارے شگوفے نوچ پھینکے۔ شام میں اٹھنے والوں پر وہ قیامت ٹوٹی کہ عالمی درندوں کی یک جائی میں پورا ملک کھنڈر ہوگیا۔ فرانس میں یلو جیکٹ تحریک استقامت سے چل رہی تھی کہ کورونا نے سب کچھ لپیٹ دیا۔ ہانگ کانگ والوں کی بے قراری بھی خاموش ہوگئی۔ اب امریکا کی باری ہے۔ دنیا نجات دہندہ کی تلاش میں پیاسی منتظر ماری ماری پھر رہی ہے۔ قیادت ہی تو ابھرنے، پنپنے، پھلنے پھولنے نہیں دی جاتی۔ عالمی طور پر ہمارے اوپر کھائے ہوئے بھوسے جیسے کھوکھلے بدنما کردار بدل بدل کر مسلط کیے جاتے ہیں۔ سبھی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے، ایک ہی حمام والے ہوتے ہیں۔ بدکردار، جھوٹے، جعل ساز کیڑے۔ عوام ریوڑوں کی مانند قدم بڑھاؤ فلاں فلاں ہم تمہارے ساتھ ہیں پیچھے چل پڑتے ہیں۔

صبح تو بہر حال ہونی چاہیے۔ ہمارے پاس اس کی کیا تیاری ہے۔ سوشل میڈیا، کالی اسکرینوں، عالمی ذرائع ابلاغ کی اسیری نے فکر ونظر دھندلا رکھی ہے۔ اس نظام حیات کو جو آفاقی ہے، عزت وتکریم کے ربانی پیمانے لاگو کرتا ہے، لے کر آنا، لانے والوں کا ساتھ دینا، دنیا تک حق پہنچانا واضح کرنا ہمارے ذمے ہے، لیکن اپنے خورشید پہ پھیلا دیے سائے ہم نے! ایک نگاہ اس نظر خیرہ کن نظام کو دیکھیے جو پوری انسانیت کے لیے بھیجا گیا اور ہم اس کے امین، اس کے لیے نذیر وبشیر بنائے گئے۔ اے بندۂ مومن تو بشیری تو نذیری! جو تمام دنیا کے انسانوں کو حقیقی مساوات سے نوازتا، عزت وتکریم کی آفاقی بنیاد عطا کرتا ہے۔ ''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔'' (الحجرات:13)

مغرب نے اپنے شیطانی تفاخر اور تنافر کی بنا پر پوری دنیا کو جہنم زار بنایا۔ یہ ایک آیت خالق ومالک کی طرف سے رنگ ونسل کی ساری حقیقت بیان کیے دیتی ہے۔ فضیلت کی بنیاد پیدائشی رنگ روپ نسل نہیں، اخلاقی، ایمانی فضیلت ہے۔ ''اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔'' (مسلم)

نتیجہ یہ ہے کہ اسلامی معاشرے کی استواری دور اول کے مثالی نمونے سے اسی قرآنی اور نبویؐ اصول پر ہوئی۔ (کالے، گورے، عربی عجمی کی) تفریق کو نبی ﷺ نے جاہلیت کا عیب اور اس کا تکبر قرار دیا ہے۔ (ترمذی)

آخری حج کے ایام میں آپؐ کی نصیحت ووصیت دیکھیے یہ عین الحجرات 13 کے تتبع میں ہے جس میں تاکید ہے کہ تم سب کا خدا ایک ہے۔ نیز مذکورہ بالا تاکید کے بعد یہ کہ 'جو موجود ہے وہ ان لوگوں تک بات پہنچا دے جو موجود نہیں' یوں یہ انسانی مساوات کا زرین اصول 1430 سال کا فاصلہ طے کر کے ہم تک پہنچ چکا۔ اسے امریکا وباقی گلوب تک پہنچانا ہمارے ذمے ہے۔ یہ تاکید بھی کہ: 'تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ لوگ اپنے آباء واجداد پر فخر کرنا چھوڑ دیں ورنہ وہ اللہ کی نگاہ میں حقیر کیڑے سے زیادہ ذلیل ہوں گے۔' (بزار)

یہ صرف یو این، امریکا کے چارٹروں والا زبانی جمع خرچ نہ تھا۔ اسی کی بنیاد پر عالم گیر وحدت انسانی کی بنیاد پر بے نظیر اسلامی معاشرہ قائم ہوا۔ نماز میں شانہ بہ شانہ صف در صف اور حج میں امتیازات مٹا کر سفید یکساں کفن کی دو چادروں میں ملبوس!

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

ایک نظر یہ منظر دیکھیے۔ نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ آپؐ کے زانوئے مبارک پر ایک طرف آپؐ کے محبوب نواسے، سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے جگر گوشے ہاشمی، مطلبی حسین وجمیل حضرت حسنؓ ہیں۔ دوسری جانب آپؐ کی والدہ ماجدہ کی حبشی النسل کنیز، حضرت ام ایمنؓ اور محبوب نبی ﷺ حضرت زید بن حارثہؓ کے

بیٹے اسامہؓ ہیں۔ یہ سیاہ رنگ، چپٹی ناک والے! آپؐ کی محبت وشفقت کی پھوار دونوں پر یکساں پڑ رہی ہے۔ دونوں کو سینے سے لگاتے اور دعا کرتے۔ 'الٰہی! میں ان دونوں بچوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی انہیں اپنا محبوب بنا لے!' حضرت اسامہؓ کا لقب حب النبی تھا اور نبی ﷺ کی ان سے محبت صحابہؓ کے لیے قابل رشک تھی! آپؐ نے اپنی حیات مبارکہ کا جو آخری لشکر تیار کیا تھا وہ آج کے تناظر میں معنی خیز ہے۔ یہ لشکر رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے تیار فرمایا۔ (اگرچہ اس وقت روم علاقے سے بھی منسوب تھا، تاہم رومی قوم اور عیسائی ہونے کی نسبت سے آج امریکا، یورپ/مغرب سمجھے جائیں گے!) اس لشکر میں اگرچہ اکابر صحابہؓ، حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ (رضوان اللہ علیہم) موجود تھے مگر آپؐ نے سپہ سالاری حضرت اسامہ بن زیدؓ (حبشی النسل، غلام زادے!) کو سونپی۔ ان کی عمر بھی صرف بیس برس تھی۔ آپؐ کا تیار کردہ یہ آخری لشکر آج مسلم آباء واجداد کے زخمی دل، روندے رگیدے، ہر حق سے محروم افریقی امریکی مسلمانوں کے لیے اپنے اندر ایک خوشخبری لیے ہوئے ہے۔ ان کے غموں کا مداوا اسلام کے دامان رحمت میں ہے۔ ہر دکھ کا مداوا میرے محبوبؐ کی سنت! حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ لشکر نبی ﷺ کے وصال کے بعد خلیفۂ راشد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً روانہ فرمایا۔ انہوں نے سرزمین فلسطین میں بلقاء اور قلعہ داروم فتح کیا۔ مسلمانوں کے دلوں سے روم کی سلطنت کا رعب و دبدبہ ختم کر دیا۔

ہم نے بڑی محنت سے نسل در نسل رعب و دبدبے کے اس طوق کو دوبارہ زیب گلو کر لیا! رضا کارانہ فکری غلامی قبول کی۔ المیہ تو یہ ہے کہ مدرسہ ڈسکورس کے ذریعے یہی مغرب سے مرعوبیت کا وائرس اہل دین میں پھیلایا جا رہا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی قدر ومنزلت کا یہ عالم تھا کہ اپنے دور خلافت میں اپنے بافضیلت بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا وظیفہ 3 ہزار درہم اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا 4 ہزار درہم مقرر کیا۔ بیٹے کے احتجاجی سوال پر فرمایا، سنو! اس کا باپ تمہارے باپ سے زیادہ نبی کریم ﷺ کو عزیز تھا اور یہ خود بھی آپؐ کو تجھ سے زیادہ محبوب تھا!

خونخوار امریکی آقاؤں کے سنگی مجسموں بھری دنیا میں صرف رنگ ونسل کی بنیاد پر، موٹے ہونٹ، چپٹی ناک اور سیاہ رنگت پر گھٹنا گاڑ کر تکبر کو نظام زندگی کی بنیاد بنانا۔ چار صدیوں میں نسل در نسل ایک قوم کو نشانہ عبرت بنا دینا۔ یقیناً مکافات عمل کا متقاضی ہے۔ یہ محض چند قوانین (پولیس اصلاحات نما) بدلنے، چند مجسمے گرا کر افریقی امریکیوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کی بات نہیں۔ دل بدلنے، فکر ونظر بدلنے، نظام بدلنے کے سوا علاج نہیں۔ ع

علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی!

وہ نظام صرف اسلام ہے جو آغوش اخوت میں یکساں سبھی کو سمیٹ کر ایک لڑی میں پرو دیتا ہے۔ جو اشارۃً بھی رنگ نسل کا طعن گوارا نہیں کرتا۔ سیاہ فام بھائی کو ایک عرب ساتھی نے جب 'او کالی ماں کے بیٹے' کہہ کر پکارا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ناراض ہوئے: 'تم سے جہالت کی بُو ابھی تک نہ گئی' کہہ کر سرزنش فرمائی!

اسلام، خود خالق کا عطا کردہ نظام حیات ہے۔ جیسا خالق بے عیب ہے۔ پاک ہے ہر کمزوری سے۔ کامل ہے اکمل ہے ویسا ہی اسلام بھی ہے سراپا سلامتی! سو مخلوق کی طرف سے اس نظام کی (بلا تامل) قبولیت کی وجہ یہ اطمینان ہے کہ:

"کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا حالانکہ وہ باریک بین، سبھی بھید جاننے والا اور باخبر ہے۔" (الملک:14)

یہ بھی کہ:

"اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔" (البقرہ:216)

سائنس دھکے کھاتی ہزاروں سالوں کے سفر کے بعد جن نتائج (وہ بھی ادھورے) تک پہنچتی ہے، وہ اللہ کی کتاب میں پہلے سے درج ہیں! انسانی نظام میں جو خرابیاں انبیاء کی تعلیمات بھلا دینے سے آتی رہیں، ان کا سد باب رب تعالیٰ نے مستقل رسالت اور صحائف کے سلسلے سے کیا۔ اب آخری نبی ﷺ اور آخری کتاب سارے مسائل کا حتمی حل لے آئے۔ انسانیت دھکے کھاتی آج جہاں حیراں وسرگرداں کھڑی ہے اس کی اصلاح اور اس کا تریاق بھی نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق کتاب اللہ ہی میں ہے۔ اسی کو لے کر جہاد کبیر کرنے کا حکم اللہ نے ہمیں دیا ہے۔ (الفرقان)

غلامی کے مسئلے کا حل، نسلی امتیاز کا ظلم، اسلام دور کرنے کا سامان کر چکا۔ بعثت نبوی کے وقت دنیا بھر میں غلامی کا نظام رائج تھا۔ جس میں وہ غلام بھی تھے جو جنگی قیدی ہوتے تھے۔ وہ بھی جو امریکا کی طرح تجارت کی صورت پکڑ پکڑ کر خریدے بیچے گئے۔ وہ بھی جو نسل در نسل غلام چلے آ رہے تھے۔ اسلام نے اس مسئلے کو نہایت حکمت اور فطری تدریج کے ساتھ یوں حل کیا کہ غلام معاشرے کے اندر ضم ہوتے چلے گئے، مسئلہ کھڑا کیے بغیر۔ آخری حج کے خطاب اور وقت وصال آخری تاکیدی وصیت غلاموں کے حقوق بارے تھی۔ 'اور ہاں غلام، تمہارے غلام! جو تم کھاتے ہو ان کو بھی کھلاؤ۔ جو تم پہنتے ہو ان کو بھی پہناؤ۔ اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم معاف نہیں کر سکتے تو اللہ کے بندو! ان کو فروخت کر دو مگر انہیں بھیانک سزا نہ دو۔ (درخت سے لٹکا کر مجمع میں امریکی بن کر جلا نہ دو!)' یہ ہے عالمی انسانی منشور جسے ہم دبائے بیٹھے ہیں! ایک طرف امریکا میں سیاہ فام آبادی کا مسئلہ لاینحل ہو چکا۔ چار صدیوں کا قرضہ ہے جو اس بے حکمتی سے (وقتی، ہنگامی اقدامات) سلجھنے کی بجائے الجھتا جا رہا ہے۔ آزادی اور برابری کے نیم دلانہ، ادھورے علاج تو کر دیے، مگر شناخت کا بحران، نسل در نسل زخمی خودی، گورے کے ہاتھوں دھتکارے جاتے رہنے والے رویے، روندی گئی عزت نفس کیا نہیں ہے۔ غریب، غیر، کم تعلیم یافتہ پسماندہ جرائم سے بھری، منشیات میں لتھڑی آبادیوں کے بیچ پلتے، رلتے یتیم (فلوئیڈ کی بیٹی یا میلکم کی طرح) بچے۔ مسائل کا سرا ہی ہاتھ نہیں آتا۔

ادھر اسلام نے پہلے حقیقی اخوت اور برابری کی فضا اور نفسیات بنائی۔ حضرات بلالؓ اور خبابؓ ودیگر غلاموں کی غم خواری جیسی خود نبی کریم ﷺ نے کی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس درد دل سے مکہ میں مجبور ومقہور غلاموں کو ابی بن خلف جیسے مالکوں سے خرید خرید کر آزاد کروایا، بے غرض بے لوث! صرف رب برتر کی رضا جوئی کے لیے۔ قرآن نے اہل ایمان کی جو تربیت کی، اس میں کسی گردن کو غلامی سے چھڑانا، نار جہنم سے اپنی آزادی کے اہتمام کی دلیل اور ذریعہ نجات ٹھہرا۔ سو ایک لہر چل پڑی رضائے ربی کی خاطر غلام آزاد کروانے کی۔ نبی ﷺ نے 63 غلام آزاد کیے۔ سیدنا عباسؓ نے 70 غلام، عبداللہ بن عمرؓ نے ایک ہزار، ذوالکلاع حمیریؓ نے 8 ہزار، عبدالرحمن بن عوفؓ نے تیس ہزار اور اسی طرح سیدنا ابوبکر وعمرؓ نے بھی۔ اس تحریک کے نتیجے میں، نیز گناہوں کے کفارے میں آزاد کیے جانے سے خلافت راشدہ ہی میں غلام رہا ہو گئے۔ معاشرے میں ضم ہو گئے۔ زکوٰۃ کے مصارف میں سے بھی ایک گردنوں کا (باقی صفحہ 12 پر)

سوشل میڈیا — صحیح اور غلط استعمال؟

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

انسان اپنی تمام ضروریات اپنے آپ پوری نہیں کرسکتا، اسے اپنی خواہش، اپنی ضرورت اور اپنا مدعا دوسروں تک پہنچانا پڑتا ہے، پہنچانے کے عمل کو ’ابلاغ‘ کہتے ہیں، ابلاغ کے لیے انسان کو دو قدرتی ذرائع مہیا کیے گئے ہیں، ایک: زبان، جس کے ذریعہ آپ قریب کے لوگوں تک اپنی بات پہنچاسکتے ہیں، دوسرے: قلم، جس کے ذریعہ آپ کوئی بات لکھ سکتے ہیں اور اسے کسی ذریعہ سے دوسروں تک پہنچاسکتے ہیں۔ ابلاغ کے یہ دو ذرائع شروع سے استعمال ہوتے رہے ہیں، قرآن مجید میں انبیاء کی دعوت کا ذکر آیا ہے۔ وہ قوم کو اپنی بات سمجھانے کے لیے زبانی تخاطب کا طریقہ استعمال کیا کرتے تھے۔ تحریر کے ذریعہ دور تک اپنی بات پہنچانے کی مثال بھی قرآن مجید میں موجود ہے؛ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا بلقیس کو خط ہی کے ذریعہ اپنا پیغام پہنچایا تھا اور ایک پرندہ نے نامہ برکا فریضہ انجام دیا تھا۔ (النحل:92)

جب کوئی عمومی دعوت و مشن ہو تو اس کے لیے ایسا ذریعہ استعمال کرنا جو ایک ہی وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ جائے، رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ مکہ میں پہلے سے یہ طریقہ آرہا تھا کہ جب یک وقت تمام اہل مکہ کو کوئی اہم خبر پہنچانی ہوتی تو صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر اعلان کیا جاتا، تمام لوگ پہاڑی کے دامن میں جمع ہوجاتے اور کہنے والا اپنی بات کہتا، رسول اللہ ﷺ جب نبوت سے سرفراز کیے گئے، تو آپ ﷺ نے اہل مکہ تک دعوت توحید پہنچانے کے لیے اسی قدیم ذریعہ ابلاغ کو اختیار کیا؛ البتہ اس میں جو بعض غیر اخلاقی طریقے شامل کرلیے جاتے تھے، جیسے: شدت مصیبت کے اظہار کے لیے سروں پر خاک اڑانا، یا بے لباس ہوجانا، آپ ﷺ نے اس سے اجتناب فرمایا۔

پورے جزیرۃ العرب تک اپنی بات پہنچانے کا ذریعہ مکہ مکرمہ اور اس کے مضافات میں منعقد ہونے والے حج اور تجارتی اجتماعات تھے۔ حج میں تو پورے عرب سے لوگ کھنچ کھنچ کے آتے ہی تھے، اس کے علاوہ عکاظ اور ذوالمجاز وغیرہ کے میلے بھی لگتے تھے۔ ان اجتماعات میں جو بات کہی جاتی، جو تقریریں کی جاتیں اور جو اشعار پیش کیے جاتے، پورے عرب میں اس کی گونج سنی جاتی اور لوگوں میں اس کا خوب چرچا ہوتا، پوری سرزمین عرب تک اپنی بات پہنچانے کا اس سے مؤثر کوئی اور ذریعہ نہیں تھا؛ حالانکہ ان میلوں میں یہاں تک کہ حج میں بھی بہت سی منکرات شامل ہوا کرتی تھیں؛ لیکن آپ ﷺ نے مفاسد سے بچتے ہوئے دعوت اسلام کو عرب کے کونے کونے تک پہنچانے کے لیے اس موقع کا بھرپور استعمال فرمایا، یہی چیز حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ وغیرہ کے دامن اسلام میں آنے کا ذریعہ بنا، اور یہیں سے اسلام کی کرن مدینہ کی سرزمین تک پہنچی اور ایک آفتاب عالم تاب بن کر پورے عالم پر درخشاں ہوئی۔

لیکن ابھی عرب سے باہر اسلام کو پہنچانے کا مرحلہ باقی تھا اور اس کے لیے خط وکتابت کے سوا کوئی اور راستہ نہیں تھا؛ چنانچہ ہجرت کے چھٹے سال جب اہل مکہ سے صلح ہوگئی، جو ’صلح حدیبیہ‘ کے نام سے جانی جاتی ہے اور اہل مکہ کی یلغارِ مسلسل سے مسلمانوں کو کچھ اطمینان ہوا تو آپ ﷺ نے پہلا کام یہی کیا کہ عرب کے گردوپیش موجود بڑی طاقتوں اور اس وقت کی معلوم دنیا کے حکمرانوں تک دعوتی خطوط بھیجے، حدیث کی متداول کتابوں میں تو چھ فرماں رواؤں کے نام خطوط کا ذکر ملتا ہے؛ لیکن تحقیق کے ماہر ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بقول ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، یہاں تک کہ چین تک یہ دعوت پہنچائی گئی، گویا آپ ﷺ نے دور دراز علاقوں تک پیغام حق پہنچانے کے لیے پوری وسعت کے ساتھ اس ذریعہ ابلاغ کا استعمال فرمایا۔

کائنات میں ارتقاء کا عمل جاری ہے، ہر صبح جب طلوع ہوتی ہے تو اپنے جلو میں ترقی کا ایک نیا پیغام لے کر آتی ہے اور ہر شب جب کائنات کی فضاء پر چھاتی ہے تو وہ کسی نئی حقیقت سے پردہ اُٹھانے کا مژدہ سناتی ہے، ترقی کا یہ سفر جیسے زندگی کے دوسرے شعبوں میں جاری ہے، اسی طرح ذرائع ابلاغ کے میدان میں بھی پوری قوت اور تیز گامی کے ساتھ جاری وساری ہے؛ بلکہ اس میدان میں ٹیکنالوجی کی ترقی دوسرے شعبہ ہائے زندگی کے مقابلہ زیادہ تیز ہے، ہم لوگوں نے اپنے بچپن میں دیکھا کہ اس وقت ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ ہی بہت بڑی چیز تھی اور فون وٹیلی گرام کو حیرت واستعجاب کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا؛ لیکن آج اگر کوئی شخص ان ایجادات کو حیرت ورشک کی نظر سے دیکھے تو بچے بھی اس پر ہنسیں گے؛ چنانچہ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا نے دُور دُور تک اپنی بات پہنچانے کو آسان کردیا اور اس کی رفتار ہوا کی رفتار سے بھی بڑھ گئی، افسوس کہ مسلمان ان تمام مرحلوں میں مسلسل پسماندگی کا شکار رہے، ہم ترقی کے قافلہ کا سالار بننے کی بجائے اس قافلہ میں شامل آخری فرد بھی نہ بن سکے اور گردِ کارواں بننے ہی کو اپنے لیے بڑی نعمت سمجھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا پر عالمی اعتبار سے یہودی حاوی ہوگئے اور وطن عزیز میں فرقہ پرستوں کا بول بالا ہوگیا، اور میڈیا کے ہتھیار سے ہمارے ملی مفادات، تہذیبی اقدار، قومی وقار اور دینی افکار کا اس طرح قتل کیا گیا کہ شاید توپ اور ٹینک کے گولوں اور فائٹر جہازوں کی طرف سے ہونے والی آگ کی برسات بھی ہمیں اس درجہ نقصان نہیں پہنچاپاتی: ”فیا اسفاہ ویا عجباہ“!

ادھر بیس سے پچیس سال کے درمیان ابلاغ کے ایسے ذرائع عام ہوئے، جن کو ’سوشل میڈیا‘ کہا جاتا ہے، اس کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ اس پر اب تک حکومت یا کسی خاص گروہ کی اجارہ داری نہیں ہے، خدا کرے یہ صورت حال باقی رہے، اس میں خاصا تنوع بھی ہے، جس میں واٹس اپ، فیس بک، یوٹیوب، ٹیوٹر، اسکائپ وغیرہ شامل ہیں؛ لیکن یہ ایک بہتا ہوا سمندر ہے، جس میں ہیرے اور موتی بھی ڈالے جاسکتے ہیں اور خس وخاشاک بھی، اس میں صاف شفاف پانی بھی اُنڈیلا جاسکتا ہے اور گندہ بدبودار فُضلہ بھی، اس سے دینی، اخلاقی اور تعلیمی نقطۂ نظر سے مفید چیزیں بھی پہنچائی جاسکتی ہیں اور انسانی واخلاقی اقدار کو تباہ کرنے والی چیزیں بھی، دوسری طرف اس کا اثر اتنا وسیع ہوچکا ہے اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اس کا نفوذ اس درجہ کا ہے کہ اس کو نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا اور گزرنے والے ہر دن کے ساتھ اس کی اہمیت بڑھتی جاتی ہے؛ اس لیے اگرچہ بہت سے لوگوں نے خلوص اور بہتر جذبہ کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کی؛ لیکن بالآخر انھیں اس کی سرکش موجوں کے سامنے ہتھیار ڈالنا ہی پڑا؛ اس لیے اب ہمیں اس ذریعہ ابلاغ کے مثبت اور منفی اور مفید ونقصان دہ پہلو کا تجزیہ کرنا چاہیے اور اس سلسلہ میں تمام مسلمانوں اور خاص کر ملت کی نوجوان نسل کی رہنمائی کرنی چاہیے۔

☆سوشل میڈیا کے جو منفی اور نقصان دہ پہلو ہیں، وہ یہ ہیں:

(1) یہ جھوٹی خبریں پھیلانے کا ایک بڑا نیٹ ورک بن گیا ہے اور اکثر بہت سی باتیں کسی تحقیق کے بغیر اس میں ڈال دی جاتی ہیں؛ کیوں کہ اس پر حکومت یا کسی ذمہ دار ادارہ کی گرفت نہیں ہے، جب کہ اسلام نے ہمیں جھوٹ تو جھوٹ؛ ہر سنی ہوئی بات نقل کردینے اور بلا تحقیق کسی بات کو آگے بڑھانے سے بھی منع کیا ہے۔(الحجرات:6)

(2) عام جھوٹی خبروں کے علاوہ یہ لوگوں کی غیبت کرنے، ان کی کوتاہیوں کو طشت از بام کرنے، یہاں تک کہ لوگوں پر بہتان تراشی اور تہمت اندازی کے لیے بھی وسیلہ بن گیا ہے اور انسان کی فطرت یہ ہے کہ جب کسی اچھے آدمی کے بارے میں کوئی بُری بات کہی جائے، خواہ وہ بات کتنی ہی ناقابل اعتبار ہو تو لوگ اس کا آنکھ بند کر کے یقین کر لیتے ہیں، جس کی کھلی مثال رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ پر تہمت کا واقعہ ہے، جو خود عہد نبویؐ میں پیش آیا اور بعض سادہ لوح مسلمان بھی منافقین کے اس سازشی پروپیگنڈا سے متاثر ہو گئے۔

(3) اس ذریعہ ابلاغ کو نفرت کی آگ لگانے اور تفرقہ پیدا کرنے کے لیے بھی بکثرت استعمال کیا جاتا ہے، فرقہ پرست عناصر تو یہ حرکت کرتے ہی ہیں؛ لیکن خود مسلمانوں کے درمیان مسلکی اختلافات کو بڑھاوا دینے میں اس کا بڑا اہم رول رہا ہے۔ اس میڈیا پر مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے انسانیت دشمن جذباتی مقررین کی تقریریں بھی موجود ہیں اور مسلمانوں کے مختلف مسالک کے درمیان مناظروں کی شرمناک محفلیں بھی، جو بہت تیزی سے باہمی نفرت کو جنم دیتی اور فساد کی آگ بھڑکاتی ہیں۔

(4) اس میڈیا کا دہشت گردی اور تشدد کے لیے بھی استعمال کیا جا رہا ہے اور استعمال کرنے والوں میں مختلف مذاہب کے خود ساختہ نمائندے شامل ہیں، جنھوں نے لوگوں کی نگاہوں میں ڈُھول جھونکنے کے لیے مذہب کا مقدس لباس پہن رکھا ہے۔

(5) اس ذریعہ ابلاغ کا سب سے منفی پہلو 'فحشاء' کی اشاعت اور بے حیائی کی تبلیغ ہے، جو چیز انسان کو اپنے خلوت کدہ میں گوارہ نہیں ہوسکتی، وہ یہاں ہر عام و خاص کے سامنے ہے۔ یہ اخلاقی اقدار کے لیے تباہ کن اور شرم وحیاء کے لیے زہر ہلاہل سے کم نہیں۔ اور افسوس کہ حکومتیں ایسی سائٹوں کو روکنے میں کوئی دلچسپی نہیں لیتیں، ورنہ سماج بے حیائی کے اس سیلاب بلاخیز سے بچ سکتا تھا۔

☆ ان منفی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس کے بہت سے مثبت اور مفید پہلو بھی ہیں اور اس کا صحیح استعمال کر کے اسلامی اور انسانی نقطۂ نظر سے بہت سے اچھے کام کیے جاسکتے ہیں، جن کا تذکرہ مناسب ہوگا:

(1) بچوں، جوانوں، عورتوں، بوڑھوں اور عام مسلمانوں میں ان کی ضرورت کے لحاظ سے دین کی تعلیم واشاعت اور اخلاقی تربیت کے لیے اس کو آسانی کے ساتھ بہت مؤثر طریقہ پر استعمال کیا جاسکتا۔

(2) اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں اور زیادہ تر اسی راستہ سے کی جاتی ہیں، اسی میڈیا سے ان کا مؤثر طور پر رد کیا جاسکتا ہے۔

(3) تعلیم کے لیے اب یہ ایک مؤثر ذریعہ بن چکا ہے اور جیسے ایک طالب علم کلاس روم میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتا ہے، یا اپنے ٹیوٹر کے سامنے بیٹھ کر کلاس روم کی کمی کو پورا کرتا ہے؛ اسی طرح وہ اس ذریعہ ابلاغ سے بھی علم حاصل کرسکتا اور اپنی صلاحیت کو پروان چڑھا سکتا ہے، اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ کسی پسماندہ دیہات میں بیٹھے ہوئے طالب علم کے لیے بھی اس کے ذریعہ مشرق ومغرب کے ماہر ترین اساتذہ سے کسبِ فیض کرنا ممکن ہے، ایسے تعلیمی مفادات کے لیے اس ذریعہ سے فائدہ اُٹھانا چاہیے۔

(4) صحت وعلاج کے شعبہ میں بھی اس سے مدد لی جاسکتی ہے؛ بلکہ لی جا رہی ہے، اس کے ذریعہ ماہر ترین معالجین سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ یہاں تک کہ ہندوستان میں ایک ڈاکٹر آپریشن کرتے ہوئے امریکہ کے کسی ڈاکٹر کے مشورہ سے مستفید ہوسکتا ہے۔

(5) موجودہ صورت حال یہ ہے کہ پرنٹ میڈیا یانیز نیشنل اور انٹرنیشنل الیکٹرانک میڈیا جھوٹی خبریں بنانے اور پھیلانے، نیز سچی خبروں کو دبانے اور چھپانے میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے میں لگا ہوا ہے اور نہایت مہارت کے ساتھ مظلوم کو ظالم اور ظالم کو مظلوم بنا کر پیش کر رہا ہے۔ ان حالات میں سوشل میڈیا کے ذریعہ سچائی کو پیش کرنے اور جھوٹ کی قلعی کھولنے کی اہم خدمت انجام دی جاسکتی ہے؛ چنانچہ عالمی وملکی سطح پر کئی واقعات ایسے ہیں، جن میں سوشل میڈیا کی حقیقت بیانی نے ظالموں اور دروغ گویوں کو شرمندہ کیا ہے۔

☆ ضرورت اس بات کی ہے کہ سوشل میڈیا کا اچھے مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے اور اس کی مضرتوں سے نئی نسل کو بچایا جائے۔

اس پہلو سے سوشل میڈیا میں جن باتوں سے نئی نسل کو بچانے کی ضرورت ہے، ان میں چند اہم نکات یہ ہیں:

(1) چھوٹے بچوں کو جہاں تک ممکن ہو، اس سے دُور رکھا جائے؛ تاکہ ان کی پہنچ ایسی تصویروں تک نہ ہو جائے، جو ان کے ذہن کو پراگندہ کردے۔

(2) طلبہ وطالبات اور نوجوانوں کو تعلیمی اور تعمیری مقاصد کے لیے ایک مختصر وقت ان ذرائع سے استفادہ کے لیے مخصوص کرلینا چاہیے؛ کیوں کہ اس کا بہت زیادہ استعمال انسان کو وقت ضائع کرنے کا عادی بنا دیتا ہے۔

(3) جو عمل عام حالات میں جائز نہیں ہے، وہ ان ذرائع کے ذریعہ بھی جائز نہیں ہے، جیسے: جھوٹ، بہتان تراشی، لوگوں کی کوتاہیوں کو طشت از بام کرنا، مذاق اُڑانا، سب وشتم کے الفاظ لکھنا یا کہنا، یہ سب کبیرہ گناہ ہیں اور ان سے بچنا شرعی فریضہ ہے۔

(4) ایسی خبریں لکھنا یا ان کو آگے بڑھانا جن سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف بڑھ سکتا ہے، جائز نہیں ہے، اگرچہ کہ وہ سچائی پر مبنی ہوں۔

(5) ایسی چیزیں دیکھنا، دِکھانا، لکھنا اور پڑھنا، سب کا سب حرام ہے، جو فحشاء اور بے حیائی کے دائرہ میں آتا ہو، خواہ وہ تصویر کی شکل میں ہو یا آواز کی، تحریر کی شکل میں ہو یا کارٹون کی، شعر کی شکل میں ہو یا لطیفہ کی، ان سے اپنی حفاظت کرنا اس دور میں نوجوانوں کے لیے بہت بڑا جہاد اور ایک عظیم عبادت ہے۔

(6) نہایت قابل توجہ بات یہ ہے کہ نوجوانوں کو ایسی سائٹوں سے دُور رہنا چاہیے، جن کا تعلق دہشت گرد تنظیموں سے ہیں۔ ان کے قریب بھی جانے سے بچنا چاہیے؛ کیوں کہ یہ چیز غلط راستہ پر لے جاتی ہے، یا کم سے کم شکوک وشبہات کو جنم دیتی ہے؛ اس لیے نوجوانوں کو تہمت کے ان مواقع سے دُور رہنا چاہیے اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے، جو ان کو غلط راستہ پر ڈال دے، یا ان کے بارے میں شکوک وشبہات کا راستہ کھول دے؛ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کسی بھی قسم کی دہشت گردی کو پسند نہیں کرتا؛ البتہ ریاستی دہشت گردی کا مقابلہ کرنا ہوگا جیسے کشمیر میں مجاہدین بھارت کی ریاستی دہشت گردی کا مقابلہ کر رہے ہیں، مسلمان نہ دہشت گرد ہے اور نہ ایسا نرم ہے جسے جو چاہے نگل جائے۔ اگرچہ اسلام تو امن وانسانیت، عفو ودرگزر اور محبت وبھائی چارہ کا پیغامبر ہے نہ کہ نفرت اور ظلم کا سوداگر۔ لیکن اسلام اس فلسفہ کا بھی قائل نہیں کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا اُس کے آگے کر دے۔

❁❁❁

ختم نبوت کے تقاضے

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی اور سینٹ نے ایک قرارداد متفقہ طور پر منظور کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ''نبی اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ خاتم النبیین لکھنا، پڑھنا اور بولنا لازم ہے۔'' قرارداد کے مطابق اس کا اطلاق تعلیمی اداروں میں پڑھائی جانے والی نصابی اور درسی کتب کے علاوہ دیگر تمام دستاویزات پر بھی ہوگا۔ اس کی حمایت تمام سیاسی جماعتوں نے کی ہے۔ بنیادی طور پر اس قرارداد کا تعلق قادیانیوں کی شرارتوں کو روکنے سے ہے جنہیں، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں، ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے کافر قرار دیا جا چکا ہے۔ اس گروہ کی دیدہ دلیری دیکھیے کہ یہ تسلسل سے دستور پاکستان کی خلافِ ورزی کر رہا ہے اور ہم نے اب تک اس کا کوئی علاج نہیں کیا جبکہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے فیصلے کی صورت میں اس کا مستقل حل ہے۔ اسلام کا ارتداد سے متعلق قانون نافذ کیا جائے۔ اگر قادیانیوں کو کافر قرار دیتے وقت ہی اس قانون کو نافذ کر دیا جاتا تو یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے طے ہو جاتا اور اس قانون کی موجودگی میں ان کو کھل کھیلنے کا موقع نہ ملتا۔ ستم ظریفی دیکھیے کہ 1974ء کے دستوری فیصلے کے باوجود اس گروہ کی سازشوں کے سدباب کے لیے 1984ء میں پھر امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کرنا پڑا۔ اب ایک بار پھر قابل تحسین اقدام کیا گیا ہے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دونوں ایوانوں نے متفقہ قرارداد کی منظوری دی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قائداعظم کی امنگوں کے مطابق پاکستان میں قرآنی دستور کا مکمل نفاذ ہونا چاہیے تاکہ ہمارے مسائل مستقل بنیادوں پر حل ہو جائیں۔ یہ ملک بقول قائد اعظم محمد علی جناح ''رسول ﷺ کے روحانی فیض کے باعث وجود میں آیا ہے۔'' ہم دونوں ایوانوں کی متفقہ قرارداد کی تحسین وحمایت کرتے ہوئے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے نام نامی کی لاج رکھتے ہوئے آپ کی لائی ہوئی شریعت اور قوانین کو پاکستان میں نافذ کر کے فتنہ قادیانیت کا مستقل اور دیرپا اہتمام کیا جائے جس کا تقاضا بانی پاکستان نے قیام پاکستان کے مقاصد کے پیش نظر خود کیا تھا۔ قائد نے فرمایا تھا: ''اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے (پاکستان کو) خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں، تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔'' یاد رہے کہ دورِ خلافت راشدہ کو خود حضور نے ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' سے تعبیر فرمایا تھا۔ دراصل شریعت محمدی ﷺ کا عملی نفاذ بتمام وکمال خلافت راشدہ میں ہی ملتا ہے، ورنہ آپ ﷺ کا اپنا دورِ مبارک تو سارے کا سارا جہاد فی سبیل اللہ میں گزرا۔ مکہ مکرمہ کے 13 سال انفرادی جدوجہد میں لگے اور مدینہ منورہ کے 10 سال قتال فی سبیل اللہ کی نذر ہو گئے۔ اس کے بعد اسلام کے عادلانہ نظام کی بہار آئی جو ساری انسانیت کے ماتھے کا وہ جھومر ہے جس پر تمام انسانوں کو فخر کرنا چاہیے۔ اسی بات کو علامہ اقبال نے خوب سمجھا اور بیان بھی کیا۔ ان کے یہ الفاظ، جو مسلمانوں کے لیے برصغیر میں علیحدہ مملکت کے قیام کے حوالے سے انہوں نے کہے تھے، آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں: ''اسلام کے لیے یہ ایک موقع ہوگا کہ عرب ملوکیت کے تحت اس پر جو پردے پڑ گئے تھے ان سے چھٹکارا حاصل کر سکے اور اپنے قوانین، تعلیمات اور ثقافت کو اپنی اصل روح کے ساتھ روحِ عصر سے ہم آہنگ کر سکے۔'' علامہ کے نزدیک عرب دورِ ملوکیت میں اسلام کے چہرے پر جو بدنما داغ دھبے پڑ گئے تھے ہمیں موقع مل جائے گا کہ انہیں ہٹا کر اسلام کا روشن چہرہ دنیا کو دکھا سکیں۔ نوٹ کرنے کی بات یہ ہے کہ عرب ملوکیت سے پہلے خلافت راشدہ تھی جو اصل اسلام تھا۔ اس وقت غور طلب بات یہ ہے کہ جس طرح عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت مسلمانوں کی ذمہ داری ہے جس کا مظاہرہ قومی اسمبلی اور سینٹ کے علاوہ صوبائی اسمبلیاں بھی کر رہی ہیں، بالکل اسی طرح ختم نبوت کے عملی تقاضوں کو پورا کرنا یعنی شریعت محمدی ﷺ کی تنفیذ بھی ان اداروں کی ذمہ داری ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ختم نبوت کے عملی تقاضوں نفاذ شریعت سے متعلق قراردادیں کب پیش ہوں گی۔ ملت اسلامیہ پاکستان کی نگاہیں ایوان زیریں اور ایوان بالا پر لگی ہوئی ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان دونوں ایوانوں کے معزز ارکان ملت کو مایوس نہیں کریں گے۔ اس ضمن میں فوری طور پر تو ایک قرارداد دستور کی اسلامی حیثیت کی تکمیل کے لیے پیش ہونی چاہیے اور وہ یہ ہے کہ ''قرارداد مقاصد (دفعہ 2۔الف) کو پورے دستور پر حاوی قرار دیا جائے۔'' تمام سیاسی جماعتوں نے جس اتفاق رائے سے نبی ﷺ کے نام نامی کے ساتھ خاتم النبیین لکھنے، پڑھنے اور بولنے کی قرارداد منظور کی ہے بالکل اسی طرح ختم نبوت کے عملی تقاضے یعنی نفاذ شریعت محمدی ﷺ کے لیے دستوری ترمیم کو بھی متفقہ طور پر منظور کر کے پاس کروایا جائے۔ یہ تحریک انصاف اور تمام سیاسی جماعتوں اور بالخصوص تمام پارلیمانی ارکان کا امتحان ہے۔ اگر وہ اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو دنیا و آخرت میں نجات پائیں گے۔ اگر اللہ نہ کرے ختم نبوت کے عملی تقاضوں کو نظر انداز کیا گیا تو پھر ہم سب نبی ﷺ کے اس فرمان کی زد میں آئیں گے۔ آپؐ کے فرمان مبارک کا مفہوم ہے: ''میری امت کے سب لوگ جنت جائیں گے سوائے ان کے جو انکار کریں۔'' پوچھا گیا آپ کا انکار کون کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''جس نے میرے احکام وقوانین کی اطاعت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا اور جس نے میرے احکام و قوانین کو اختیار نہ کیا اس نے میرا انکار کیا۔'' ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں کہ قیامت کے دن بقول رسالت مآب انکار کی پاداش میں جہنم رسید ہونا پڑے۔ اعاذنا اللہ من ذلک۔

Deadly consequences of India's 'punga' with China!

How did 20 Indian soldiers die in clashes with Chinese forces in Ladakh in the disputed Kashmir region, when both sides admit no bullets were fired?

It seems the Chinese beat the hell out of Indian soldiers during the June 15 fracas high up in the Himalayas.

Those familiar with Punjabi and Urdu would understand what 'punga' means. It's slang for provoking someone that can have serious consequences.

"How a clash that did not involve an exchange of fire could prove so lethal is unclear. There are reports that it was fought with rocks and clubs," mused the BBC.

"Local media outlets reported that the Indian soldiers had been 'beaten to death'," continued the BBC.

Chinese foreign ministry spokesman Zhao Lijian accused Indian troops of crossing the border twice on June 15, "provoking and attacking Chinese personnel, resulting in serious physical confrontation between border forces on the two sides", according to AFP news agency.

Initially India reported three casualties on its side—two soldiers and an officer.

Delhi also claimed there were casualties on the other side. The Chinese did not mention any casualties on their side but said they had captured a number of Indian soldiers, including a major.

The soldiers were released but the Indian major, reportedly, was still in Chinese custody.

Initially, the Indian army said three of its soldiers, including an officer, had died in the clash. Later, it said that "17 Indian troops who were critically injured in the line of duty" had died from their injuries, taking the "total that were killed in action to 20".

According to reports from the region, both sides used rocks and clubs in the skirmish.

It seems the Chinese were far more agile in the use of these otherwise non-lethal weapons.

In any case, Indian troops are thoroughly demoralized as a result of low pay and poor living conditions.

Many suffer from depression and are unmotivated to fight, especially against a powerful adversary like China.

In November 1962, in the only war with China, India was convincingly beaten with Indian troops fleeing their posts.

In the nearly 60 years since, China has become a global power both militarily and economically while India, despite a very large army, is no match for Beijing.

Economically, India is still a third world country with more than 400 million people living in absolute poverty.

The border between the two countries in the frosty Himalayas is unmarked. Each side accuses the other of occupying its territory.

In recent weeks, however, India tried to take advantage by building a new road and an air strip in the most remote and vulnerable area along what is referred to as the Line of Actual Control (LAC) in Ladakh.

along what is referred to as the Line of Actual Control (LAC) in Ladakh.

This seems to have upset China that warned India to desist.

Last month, there were minor skirmishes between the two sides. It led to a meeting between the two countries' top military officials and diplomats earlier this month in an attempt to defuse tensions.

India is desperate to avoid a clash, fully aware of the disastrous consequences.

It bares its fangs to threaten its smaller neighbors.

The latest clashes occurred around Ladakh's Galwan Valley.

Military officials from both sides are meeting to defuse tensions and not allow these skirmishes that gave the Indians a bloody nose, from escalating, however the Chinese appear to be in no mood of giving any concessions after India initiated the recent conflict by starting constructions near the Chinese border in Ladakh.

India can ill-afford to pick up a fight with China, especially at a time when its economy has tanked amid the pandemic.

COVID-19 has left hundreds of millions of people in India without food or any assistance.

While Indian media continues to indulge in jingoism, its military knows the reality and is unwilling to take on a powerful adversary like China.

The moral of the story is: India, don't take 'punga' with China!

Source: ***Adapted from an article by Zia Sarhadi; Published in Crescent International.***

Note: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.***

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ

"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی

"قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ!

اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز قرآن اکیڈمی 36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 3-(92-42)35869501 E-mail:distancelearning@tanzeem.org

دعائے مغفرت

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆ حلقہ اسلام آباد، غوری ٹاؤن کے ملتزم رفیق محمد فاروق وفات پا گئے۔

برائے تعزیت (بیٹا): 0333-5436205

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے دو ملتزم رفقاء اختر زمان اور محمد امین انجم وفات پا گئے۔

☆ ایبٹ آباد کے ملتزم رفیق اجمل خان جدون کے والدین یکے بعد دیگرے وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0322-9902344

☆ اسلام آباد جنوبی کے رفیق خالد محمود کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-4989505

☆ مقامی تنظیم ڈسکہ کے رفیق ڈاکٹر احمد عاشر گھمن کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-6407540

☆ مقامی تنظیم ایبٹ آباد کے ملتزم رفیق اسد قیوم کے ماموں وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-5038442

☆ فیصل آباد غربی کے مقامی امیر امتیاز احمد کے پھوپھی زاد بھائی وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.21

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore